يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد، یدمہ، نجران، سعودی عربیہ

خوارج: عقائد وافکار
عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

تمہید

الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره ونستهديه، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلّى الله عليه وعلى آله وخلفائه الراشدين، وزوجاته وصحابته الأكرمين، والتابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين ، وبعد :

اسلامی فرق کا تعارف یاان سے متعلق کسی بھی بحث کا مقصد در حقیقت حق و باطل کی تمیز ہوتا ہے، اوران اسالیب وطرق کی توضیح ہوتی ہے جن کی وجہ سے باطل افکار و نظریات کی بنیاد پڑتی ہے ،اوران کے قدم اتنے مضبوط ہو چکے ہوتے ہیں کہ ان کو اکھاڑ ناکارے مشکل بن جاتا ہے ، یہی وجہ ہے کہ ان باطل عقائد و نظریات کے حاملین کی سوچ وفکر اپنے مزعوم کی تصدیق اور تحسین میں صرف ہوتی ہے جس کے پردے میں حق کی حقانیت اور سچائی کو چھپانے کی کوششیں کی جاتی ہیں، پھر اتباع و تقلید کی ایک نہایت ہی غلط رسم کی داغ بیل پڑ جاتی ہے ، اوراس تقلیدی یگانگت کے اندر بھی اختلاف وانتشار کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جسے ہم نے اپنی سنہری تاریخ کے صفحات میں بارہا ملاحظہ کیا ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ فکری تنوع سے استخراج و استنباط اور تحقیق وبحث کا دروازہ کھلتا ہے ، تو ہم کہتے ہیں کہ بلاشبہ فکری تنوع مذکورہ مقاصد کے لئے ایک جزوی ذریعہ ہے بلکہ ایک کامیاب ترین وسیلہ ہے لیکن اگر یہ تنوع اصولی دائرہ میں ہو تو ! اور اگر یہی تنوع شرعی اصول ومبادی سے ہٹ کر ہو اور عقائد واعمال میں بگاڑ اور فساد کا ذریعہ بن جائے تو امت مرحومہ کے لئے عذاب اور انتشار اور طائفیت کا رمز بن جاتا ہے، خوارج کے وجود سے لے کر عصر حاضر تک کتنے فرقوں نے جنم لیا اور امت کو کن کن پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

اپنی فکری اور تخریبی مقصد برآری کے لئے جن دلائل کا سہارا لیا جاتا ہے وہ زیادہ تر تاویلی اور غیر مناسب ہوتے ہیں اور اگر دلائل مضبوط بھی ہوں تو مقصد کے اندر کھوٹ ہوتا ہے، مثلا: خوارج نے مسئلۂ تحکیم کے موقع سے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما سے دوری اختیار کرتے وقت جو دلیل دی تھی وہ اپنے آپ میں نہایت ہی مناسب اور مضبوط تھی، ظاہر ہے کہ شرعی امور میں اللہ کے حکم اور فیصلہ کے سوا اور کسی کے حکم کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کی دلیل سننے کے بعد کہا تھا کہ: "بات حق ہے مگر غلط مقصد برآری کے لئے استعمال کی گئی ہے" اور وہ غلط مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا کہ امت کا شیرازہ منتشر ہو اور خلیفۂ وقت کے امر کو کمزور کر دیا جائے، یہاں پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مذکورہ طائفہ کوئی ظاہری بددینیت پر نہیں تھا بلکہ ان کا ظاہری وضع نہایت ہی شفاف تھا، اور اگر کہیں کمی تھی تو صرف یہ کہ اپنے ظاہری تدین کے باوجود قرآنی تعلیمات اور اس کے فیوض سے محروم تھے، اسی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "**يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية** " "یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے"۔

یہی حال دین میں پیدا شدہ تمام فرقوں کا ہے، ان کے استدلال اور وضع قطع سے لوگوں کا دھوکا کھانا بدیہی ہے۔

یہاں یہ بھی بتاتے چلیں کہ نامناسب تشاجرات اور مناظرات نے ان باطل عقائد کے حاملین اوران کے افکار کو اور جلا بخشا ہے، ان کا تقریبا ہر متبع صرف اس امر پر دھیان دیتا ہے کہ میرا امیر یا مناظر مخالف پر کس حد تک غالب رہتا ہے۔ اگر وہ صرف اس بات پہ اپنے ذہن کو مرکوز رکھتا کہ حق اور دلائل حق کہاں سے ملیں تو اس کے لئے راہ صواب ضرور واضح اور مزین ہو کر سامنے آتا اور پھر ذہنی اور فکری بھٹکاؤ سے محفوظ رہتا اور اس کے لئے تحزب اور فرقہ بندی

کوئی بات نہیں رہ جاتی، یہی مقصود آیت کریمہ: ﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ (الانعام: ۱۵۳) (یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے، اسی پہ چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کیونکہ وہ تمہیں اللہ کے راستے یعنی اس کے دین سے الگ کر دیں گی) کا ہے۔

خوارج ایک ایسا فرقہ ہے جسے دین میں ظاہری دینداری سے مزین لوگوں نے ایجاد کیا، اور یہ وہ زمانہ تھا جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا اور ان کو وہ روایتیں ازبر تھیں جو ان کی شرست کی وضاحت کے لئے کافی تھیں، لیکن اس کے باوجود اس گروہ نے اسلامی تعلیمات کے اندر کاری ضرب لگانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، اور اپنے مفاد کے لئے حتی الوسع متوفر وسائل کو بروئے کار لائے، جس کے نتیجے میں اسلامی صف میں جو اتحاد اور اتفاق مطلوب تھا بکھرتا ہوا نظر آنے لگا۔

یہ فرقہ اپنے غیر معمولی تدین کے باوجود اپنے عقائد کے اعتبار سے بھٹکا ہوا ہے، ولی الامر کی اطاعت سے نکلنا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرنا، مرتکب کبیرہ کی تکفیر، حجیت سنت کا انکار اور صفات باری تعالی کی تاویل و تعطیل یہ ایسے عقائد ہیں جو کسی بھی فرقہ کی گمراہی کے لئے کافی ہیں، یہی وجہ ہے کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے دوری اختیار کی اور ان سے قتال کرنے میں پس و پیش سے کام نہیں لیا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ روایت حدیث میں ثقہ ترین لوگوں میں سے تھے ان کی بعض روایتیں صحیح ترین سندوں میں شمار کی جاتی ہیں، جیسا کہ امام ابوداود کا قول ہے کہ: "بدعت

پرستوں میں سے خوارج کی روایتوں سے زیادہ صحیح روایتیں کسی کی نہیں ہوتیں"(۱) اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بقول: "خوارج جان بوجھ جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں تھے یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان کی حدیثیں صحیح ترین ہوا کرتی تھیں لیکن یہ جہالت کی وجہ ہے اپنی بدعت میں گمراہ ہوگئے، اوران کی بدعت الحادوزندقیت کی بنیاد پر نہیں تھی بلکہ قرآن کریم کے فہم سے جہالت وگمراہی کی بنیاد پر تھی"(۲)۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جھوٹ جو کبیرہ گناہوں میں سے ہے ان کے نزدیک نہ یہ کہ اس کا مرتکب آثم ہے بلکہ اس کے اوپر کفر کا اطلاق ہوتا ہے۔

علی بن ہاشم بن البرید کے ترجمہ میں امام ذہبی لکھتے ہیں: "اس کے غلو کی وجہ سے امام بخاری نے اس ترک کردیاہے کیونکہ وہ روافض (شیعہ کی روایتوں)سے بہت زیادہ احتراز کیا کرتے تھے، اس لئے کہ ان کے تقیہ والے عقیدہ سے ڈرتے تھے، اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ قدریہ، خوارج یا جہمیہ سے بچتے تھے کیونکہ وہ اپنی بدعتوں کے باوجود صدق وسچائی کے خوگر تھے"(۳)۔

امام صنعانی فرماتے ہیں: "محدثین نے خوارج سے روایت کی ہے جب کہ وہ لوگوں میں سب سے بڑے بدعتی ہیں کیونکہ وہ جھوٹ بولنے والے کو کافر سمجھتے ہیں"(۴)۔

---

(1) دیکھئے: سؤالات الآجری: ۱۲۹۶ وھدي الساری لابن حجر: ۴۳۲-۴۳۳، ثمرات النظر فی علم الاثر/الامام الصنعانی: ۸۴/۱۔ حالانکہ بعض خوارج وضع حدیث کے متہم بھی ہیں، جیساکہ خطیب بغدادی نے الجامع لأخلاق الراوي: (۱۳۷/۱)اورابن حجر نے لسان المیزان: (۱۰/۱) کے اندر ذکر کیاہے۔

(2) منہاج السنہ النبویہ: ۶۸/۱۔

(۳) میزان الاعتدال: ۱۶۰/۳۔

(۴) ثمرات النظر فی علم الاثر/الامام الصنعانی: ۸۴/۱

معلوم ہوا کہ روایت حدیث میں اپنی ثقاہت اور غیر معمولی دینداری کے باوجود تاویلی اور تخریبی فکر و عمل کا اثر ان کی گمراہیت کا سبب بنا جس کی پیشن گوئی پہلے ہی کی جاچکی تھی: "یقرأون القرآن لایجاوز حناجرھم" "یہ قرآن کریم کی تلاوت تو کریں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا"۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ پیدا شدہ گروہ فکری تنوع کے کی وجہ سے گروہ در گروہ منقسم ہوتا جاتا ہے، اور آپسی اختلاف کا پیش خیمہ بن جاتا ہے، اور ہر گروہ خود کو برحق ثابت کرنے کی جی توڑ کوشش میں لگ جاتا ہے اور کتاب و سنت کا وہ ایک راستہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دکھایا تھا کہیں دور جا پڑتا ہے، جبکہ مذکورہ صحیح راستہ ہر اعتبار سے واضح اور روشن ہے جس کے اندر کوئی غموض اور پیچیدگی نہیں ہے، اور تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ بعض مکتبۂ فکر کی جانب سے نہایت ہی دریدہ دہنی کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن وسنت کی باریکیاں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں اس لئے کسی نہ کسی مکتب فکر سے جڑنا ہمارے لئے واجب ہے، ورنہ دین پر عمل کرنا ہمارے لئے صعب اور مشکل ہو جائے گا، ان کے لئے علماء کے پیچ در پیچ مسائل تو واضح اور ان پر عمل درآمد سہل ہے لیکن قرآن سنت کی واضح باتیں مشکل اور روشن راہ کانٹوں بھری ہے، جبکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴾ (النحل: ۴۴) (یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ لوگوں کی طرف نازل کی گئی چیز کو آپ کھول کر بیان فرمادیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں)۔

نیز ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴾ (النحل: ۸۹) (اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے)۔

اوراللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"فقدتركتكم على البيضاء،ليلها كنهارها،لايزيغ عنهابعدي إلاهالك , من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا، فعليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ، وعليكم بالطاعة وإن عبدا حبشيا، فإنما المؤمن كالجمل الأنف حيثما قيد انقاد۔ "[1] "میں تم لوگوں کو واضح ترین راہ پر چھوڑے جارہا ہوں، جس کی راتیں بھی اس کے دن کی طرح روشن ہیں، میرے بعد اس راہ سے ہلاک ہونے والا ہی الگ ہو سکتا ہے، جو تم میں سے باحیات رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا (ایسے وقت میں) جو بھی میری سنت ہدایت یاب خلفاءراشدین کی سنت تمہیں معلوم ہو اسے لازم پکڑنا، اور اسے خوب مضبوطی سے تھامے رکھنا، اور تمہارے اوپر (امیر کی) اطاعت ضروری ہے اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، مومن نکیل لگے ہوئے اونٹ کی طرح ہوتا ہے، جہاں بھی لے جایا جاتا ہے چلا جاتا ہے"۔

یہ روایت آگے چل کر دین سے بھٹکے گروہوں کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوئی کیونکہ جب جب کوئی طبقہ یا گروہ اس روشن اور جلی جادۂ حق سے بھٹکنے کا مرتکب ہوا دین حق سے دور ہوتا چلا گیا اور طائفیت واختلاف کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو گیا، نیز اسی روایت میں وہ حل بھی بتادیا گیا جو ایسے موقعوں سے آدمی کو سارے غلط افکار و نظریات اور شر وفساد سے محفوظ رکھ سکتا ہے، اور وہ حل منہج سلف کی اتباع ہے۔

دین کے نام پر پیدا ہونے والے گروہوں میں سے ایک خوارج ہے، جو عہد صحابہ میں ہی جنم لے چکا تھا، اور وہ بھی دین کے نام پر لیکن ان کی دینداری جہالت اور گمراہی اور جماعت مسلمین میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کی وجہ سے امت کے لئے غیر نافع رہی بلکہ دینداری کے

[1] مسند احمد: ۴/۱۲۶، ۱۷۱، سنن ابن ماجہ: ۴۳۔ علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: سلسلہ صحیحہ: ۷/۹۳۷ و صحیح الجامع: ۴۳۶۹۔

نام پر امت کا ایک بڑا طبقہ ہر عہد میں ان کے افکار اور وطریقہ عمل سے دھوکا کھاتا رہا ہے جس سے اسلامی حکومتوں اور مسلم معاشرہ کو بے تحاشہ ضرر ونقصان اٹھانا پڑا۔

چونکہ اس گروہ کی پیشن گوئی خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی تھی اور شریعت کے اولین مخاطبین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود اس کا ملاحظہ کیا تھا اس لئے علماء اسلام نے اس بھٹکی ہوئی جماعت کی حقیقت کو امت کے سامنے آشکارہ کیا اور اس فتنے کے سدباب کے لئے امت کے سامنے قرآن وسنت کی صحیح راہ کی طرف رہنمائی کی۔

زیر نظر کتاب کے اندر ہم خوارج کے عقائد وافکار اوران کے نشوونما سے متعلق مضامین پیش کریں گے تاکہ اردوداں طبقہ اس گروہ کی اصلیت اوران کی گمراہی کے اسباب سے واقفیت حاصل کرسکے۔

کتاب کی تیاری کی توفیق پر ہم اللہ تعالی کے درسربسجود ہیں اورمزید توفیق کی چاہت وامید لے کراس کی بارگاہ میں دست بدعاء ہیں اوراس کتاب کی تیاری وطباعت میں کسی بھی طرح کا تعاون کرنے والوں کے شکر گذار ہیں۔ فجزاھم اللہ خیرا فی الدنیاوالآخرۃ۔

اللہ تعالی ہمیں اپنی صحیح شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اعمال کو قبولیت سے نوازے ، اوراس نیک عمل کو ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت اور والدین اوراساتذہ کے لئے وصول جنت کا سبب بنائے، وصلی اللہ علی خیر خلقہ وسلم۔

خیر اندیش

عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی

(سعودی عرب)

Mail: abdulaleemsalafi1@gmail.com

* * * * * * *

خوارج کی تعریف

شروع اسلام میں اعتقادی اعتبار سے پیدا ہونے والے بڑے فرقوں میں خوارج کا نام سب سے اول ہے، یہ فرقہ اس وقت پیدا ہوا جب اسلامی صف میں بعض درآمد فتنوں کے سبب گروہی اختلاف کی بنیاد پڑرہی تھی ، پھر آہستہ آہستہ اس فرقے نے ایک انقلاب کی شکل اختیار کرلی اور بہت بڑی سیاسی انقلاب کا داعی اور اس کی شناخت بن گیا۔

ذیل کی سطور میں ہم اس فرقے کے تعارف ،عقائد،اسباب ، اختلاف ، انجام وغیرہ سے متعلق چند باتیں لکھیں گے ، نیز ان کے بارے میں وارد روایات اور علماء سلف کی رائیں ذکر کریں گے :

خوارج کی لغوی تعریف :خوارج خارج کی جمع ہے جو خروج سے مشتق ہے، کیونکہ ان کا یہ نام ان کے خروج کی وجہ سے پڑاہے ، چاہے دین سے نکل جانے کی وجہ سے یا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کی وجہ سے خواہ مسلمانوں کے خلاف خروج کی وجہ سے (۱)۔

اہل لغت نے لفظ "خوارج" کا اطلاق ایک مخصوص بدعتی گروہ پر کیاہے جنہوں نے دین سے یا پھر علی رضی اللہ عنہ کی جماعت سے خروج کیا تھا،ازہری ابن منظور اور فیرزآبادی کے بقول: "یہ ایک بدعتی جماعت ہے جس کی اپنی رائے ہے" (۲)۔

خوارج کی اصطلاحی تعریف : خوارج کی تعریف کے سلسلے میں علماء نے کئی باتیں لکھی ہیں :

---

[1]) دیکھئے: تہذیب اللغۃ:۷/۵۰،تاج العروس:۲/۳۰ ، فرق معاصرہ/ غالب بن علی عواجی :۱/۶۶۔

[2]) دیکھئے: تہذیب اللغۃ:۷/۵۰،لسان العرب :۱/۸۰۸ ،القاموس المحیط :۱/۱۹۲۔

۱ – امام شہرستانی لکھتے ہیں: " كل من خرج على الإمام الحق الذي اتفقت الجماعة عليه يسمى خارجياً، سواء كان الخروج في أيام الصحابة على الأئمة الراشدين أوكان بعدهم على التابعين لهم بإحسان والأئمة في كل زمان"(۱) "ہر وہ شخص جو اہل سنت والجماعۃ کے متفقہ امام کے خلاف خروج کرے اسے خارجی کہا جاتا ہے، یہ خروج صحابہ کرام کے زمانے میں خلفاء راشدین کے خلاف ہو، ان کے بعد تابعین کے خلاف ہو خواہ ہر زمانے میں ائمہ کے خلاف"۔

امام ابن حزم نے بھی تقریباً اسی سے ملتی جلتی تعریف کی ہے(۲)۔

۲ – امام ابو الحسن اشعری نے خوارج کا اطلاق ان لوگوں پر کیا ہے جنہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا(۳)۔

۳ – بعض اباضی علماء نے اس جماعت کو خاص مانا ہے جس نے تابعین اور اتباع تابعین کے زمانے میں خروج کیا تھا، جس کا سرگروہ نافع بن ازرق تھا، یہ تعریف ابو اسحاق اطفیش کی ہے، حالانکہ خود بعض اباضی علماء نے اس تعریف کو رد کر دیا ہے(۴)۔

وجہ تسمیہ اور دوسرے نام

ان کا اصل نام خوارج ہی ہے اور یہ نام جیسا کہ بیان کیا گیا ان کے دین یا جماعت سے نکلنے یا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کرنے کی وجہ سے پڑا، اس نام کے علاوہ ان کے دیگر مختلف نام بھی ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

---

(1) الملل النحل: ۱/۱۳۲۔

(2) دیکھئے: الفصل فی الملل والنحل: ۲/۱۱۳۔

(3) مقالات الاسلامیین: ۱/۲۰۷۔

(۴) فرق معاصرہ: ۱/۶۷۔

(۱) حروریہ: کوفہ سے تقریبا دو میل کی دوری پر حروراء نام کی ایک جگہ ہے، پہلی بار اس جماعت نے تحکیم کے بعد علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کرکے اوران کے خلاف خروج کرکے اسی جگہ اجتماع کیا، جس کی وجہ سے ان کا نام حروریہ پڑا(۱)۔ اور مبرد کے بقول: علی رضی اللہ عنہ جب خوارج سے مناظرہ کرکے واپس لوٹے توان کے ساتھ خوارج کے کچھ لوگ بھی تھے، آپ نے ان سے پوچھا کہ: "ہم لوگ تمہیں کس نام سے پکاریں؟" پھر خود ہی کہا کہ: "تم لوگ چونکہ حروراء میں اکٹھا ہوئے ہو اس لئے حروریہ ہو"(2)۔

یہ نام عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول "أحرورية أنت"(۳) میں بھی وارد ہے جو کہ آپ نے ایک عورت کو اس وقت کہی تھی جب اس نے حائضہ کے لئے نماز کے علاوہ روزے کی قضاء کے وجوب پر اعتراض کیا تھا(۴)۔

اسی طرح یہ نام صحیح بخاری کی روایت میں وارد ہے، مصعب بن سعد سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ (سورہ کہف: ۱۰۳) کی تفسیر میں پوچھا کہ اس سے حروریہ تو نہیں مراد ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا نہیں اس سے یہود اور نصاری مراد ہیں، یہود نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، اور نصاری نے جنت کو، اور کہا کہ جنت میں نہ کھانا ہوگا اور نہ ہی پانی، اور حروریہ وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کے بعد اسے توڑ دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ ان کو فاسقین کا نام دیتے تھے(۵)۔

---

(۱) دیکھئے: فتح الباری: ۱۲/۲۳۴، الفرق بین الفرق: ص ۸۰، ومراصد الاطلاع: ۱/۳۹۴۔

(2) الکامل فی اللغۃ والادب: ۲/۱۳۶۔

(3) رواہ مسلم: ۳۳۵۔

(۴) فرق معاصرۃ لغالب عواجی: ۱/۲۳۰۔

(۵) رواہ البخاری: ۴۷۲۸۔

(۲) محکمہ: ان کا نام محکمہ یا تو ان کے دونوں حکم کے فیصلے سے انکار کی وجہ سے پڑا یا ان کے بار بار "لا حکم الا للہ" کہنے کی وجہ سے، کیونکہ انہوں نے متعین کئے گئے دونوں حکم کے فیصلے کے انکار کے بعد "لا حکم الا للہ" کا نعرہ لگانا شروع کر دیا تھا۔

بلا شبہ مذکورہ کلمہ ہر اعتبار سے درست ہے، لیکن اس کا استعمال غلط افکار و نظریات کے تئیں پیش کیا گیا تھا، اسی وجہ سے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**كلمة حق أريد بها باطل**" "حق بات ہے لیکن غلط مقصد و مطلب برآری کے لئے استعمال کی گئی ہے" ([1])۔

(۳) مارقہ: خوارج کا یہ نام صحیحین میں وارد ان سے متعلق حدیث نبوی میں وارد ہونے کی وجہ سے پڑا جس میں ہے کہ: "**يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية**" ([۲]) یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے" ([3])۔

(۴) شراۃ: خوارج کہا کرتے تھے: "**شرينا أنفسنا في طاعة الله**" "یعنی ہم نے اللہ کی اطاعت میں (جنت کے بدلے) خود کو بیچ دیا ہے" اس قول سے ان کا نام "شراۃ" پڑا ([۴])۔

(۵) نواصب: علی رضی اللہ عنہ سے حد درجہ دشمنی رکھنے کی وجہ سے ان کا نام نواصب پڑا، کیونکہ عربی میں کہتے ہیں" **نصب له العداء**" "یعنی اس سے دشمنی قائم کی" ([۵])۔

(٦) اہل نہروان: اس نام کی وجہ یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے مفارقت اختیار کر کے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان

([1]) مقالات الاسلامیین: ۲۰۶/۱-۲۰۷، فرق معاصرہ: ٦۹/۱، الخوارج للدکتور مصطفی حلمی: ص ۲٦۔

([2]) صحیح بخاری: ٦۹۳۲، صحیح مسلم: ۱۰٦۷۔

([3]) فرق معاصرہ: ٦۹/۱، الخوارج/ناصر بن عبد اللہ سعوی: ص ۲٦-۲۷۔

([۴]) فرق معاصرہ: ٦۹/۱، الخوارج/ناصر سعوی: ص ۲۷۔

([۵]) فرق معاصرہ: ٦۹/۱۔

سے مقام نہروان میں جہاد کیا، اس لئے نہروان کی طرف نسبت کرکے ان کو اہل نہروان کہا جاتا ہے(۱)۔

(۷) **مکفرہ** : یہ نام اس لئے پڑا کہ یہ کبیرہ گناہوں کے مرتکبین اور اپنے مخالف مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں(2)۔

(۸) **سبئیہ**: یہ نام اس لئے پڑا کیونکہ یہ فرقہ ابن سبأ یہودی کے اسلام کے خلاف بھڑکائی ہوئی آگ کے سبب معرض وجود میں آیا(3)۔

(۹) **شکاکیہ** : شک سے مشتق ہے جب ان لوگوں نے تحکیم کا انکار کیا اس وقت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے اپنا معاملہ مشکوک کرلیا اور خود اپنے دشمن کو حکم بنالیا، تو ان کا نام شکاکیہ پڑا(۴)۔

خوارج کے یہ سارے نام اور القاب ہیں ، ان میں صرف مارقہ (دین سے نکلنے والی جماعت) پر ان کو اعتراض ہے، کیونکہ وہ خود کو حق پر کہتے ہیں(۵)۔

خوارج کی پہچان اور ان کی صفات

مختلف روایتوں میں خوارج کے کچھ صفات بیان کئے گئے جنہیں ہر زمانے کے خارجی اپنی سہولیات اور خواہشات کے حساب سے اختیار کرتے رہتے ہیں، ذیل میں ان میں سے بعض کا ذکر مختصرا کیا جارہا ہے:

---

(۱) الخوارج أول الفرق فی تاریخ الإسلام/ناصر بن عبدالکریم العقل :۲۹، الخوارج/سعوی: ص ۲۷۔

(2) الخوارج أول الفرق فی تاریخ الإسلام/ناصر بن عبدالکریم العقل : ص ۳۰ ۔

(3) الخوارج أول الفرق فی تاریخ الإسلام لناصر بن عبدالکریم العقل : ص ۳۰۔

(۴) الصحابة بين الفرقة والفرق لأسماء السويلم: ص ۴۰۲۔

(۵) الخوارج تاریخھم وآراؤھم الاعتقادیۃ وموقف الإسلام منھا/غالب عواجی: ص ۳۵ ۔

۱ ـ کم سنی: خوارج عام طور پر کم عمر ہوتے ہیں، بڑے بزرگوں (جن کے اندر تجربہ ہوتا ہے) کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ان کی علامتیں بیان کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ نے فرمایا: "حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ "(۱)۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "وَالْحَدَثُ هُوَ الصَّغِيرُ السِّنِّ"(۲) "-حدث-کم عمری کو کہتے ہیں"۔

۲ ـ کم عقلی: عام طور پر خوارج کے اندر کج فہمی اور بصیرت کی کمی ہوتی ہے چونکہ ان میں زیادہ تر کم عمر کے ہوتے ہیں اس لئے بصیرت و دانائی کی کمی ہوتی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ" (۳)" یہ کم عقل لوگ ہونگے"۔

۳ ـ غرور و تعلی: خوارج کی ایک پہچان گھمنڈ اور تعلی بھی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " تم میں ایک قوم پیدا ہوگی جو خوب عبادتیں کیا کرے گی، حتی کہ لوگ ان سے متاثر ہونگے اور وہ خود فریبی میں مبتلا ہونگے۔۔۔"(۴)۔

درحقیقت یہ اپنی عبادتوں میں مجاہدہ و کوشش اور علم کے دعوی، علماء پر طعن و تشنیع اور بڑے بڑے معرکے سر کرنے کے دعوی کی وجہ سے تکبر و تعلی کے شکار ہو جائیں گے۔

۴ ـ دین میں غلو اور خوب عبادتیں: خوب عبادتیں کرنا بھی ان کی پہچان میں سے ایک ہے روایتوں میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اتنے عبادت گذار ہونگے کہ تم اپنی نماز اور روزے کو ان کی نماز اور روزے کے سامنے ہیچ سمجھو گے (۱)۔

---

(1) صحیح بخاری: ۳۶۱۱ و صحیح مسلم: ۱۰۶۶۔
(2) فتح الباری: ۱۲/۲۸۷۔
(3) صحیح بخاری: ۳۶۱۱ و صحیح مسلم: ۱۰۶۶۔
(۴) مسند احمد: (۱۸۳/۳) بسند صحیح۔

یہ بات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں فرمایا تھا جو نزول وحی کے شاہد اور مدرسہ نبوت کے تربیت یافتہ تھے، جنھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اور ان کی صفات کا بغور ملاحظہ کیا تھا، وہ جو سفر وحضر اور لیل ونہار ہر جگہ اور ہر وقت اپنی زندگی سنت کے مطابق گذارنے کے لئے کوشاں تھے، پھر جب ایسے صحابہ کرام اپنی عبادتوں کو ان کی عبادتوں کے سامنے حقیر سمجھیں گے تو پھر غیر صحابہ کا کیا حال ہوگا؟۔

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: " "فَدَخَلْتُ عَلَى قَوْمٍ لَمْ أَرَ أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنْهُمْ، أَيْدِيهِمْ كَأَنَّهَا ثِفَنُ الْإِبِلِ[أي غليظة]، وَوُجُوهُهُمْ مُعَلَّمَةٌ مِنْ آثَارِ السُّجُودِ"[2]" میں ایسی قوم کے پاس گیا جن سے زیادہ عبادت گذار میں نے نہیں دیکھا ان کے ہاتھ جیسے اونٹ کے سخت کولہے ہوں، اور ان کی پیشانی پر سجدہ کے نشان تھے"۔

جندب بن عبداللہ البجلی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: "ہم لوگ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج کے پاس گئے، جب ہم ان کے فوجی کیمپ تک پہنچے تو مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح ان کے قرآن کی تلاوت کی آواز آرہی تھی"[3]۔

۵ – <u>قرآن کریم کی کج فہمی اور دین میں جہالت:</u> خوارجی فتنے کی اصل میں سے ایک قرآن کریم کی کج فہمی ہے، حالانکہ وہ قرآن کریم کو بہت زیادہ پڑھتے ہیں اور اس سے استدلال بھی خوب کرتے ہیں لیکن بلاتدبر اور علم وفہم کے، آیتوں سے غیر مناسب استدلال کرتے ہیں ،

---

(1) صحیح بخاری: ۳۳۴۱، ۴۳۵۱، ۳۳۴۴ و صحیح مسلم: ۱۰٦٦، ۱۰٦۵، ۱۰٦۴۔

(2) طبرانی / المعجم الکبیر: ۱۰/۲۵۷ رقم: ۱۰۵۹۸، حاکم / المستدرک: ۲/۱٦۴ رقم: ۲٦۵٦ امام حاکم نے اسے صحیح اور مسلم کے شرط پر قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے اور ہیثمی فرماتے ہیں: "اس کو طبرانی اور احمد نے روایت کیا ہے اور دونوں کے رجال صحیح کے رجال ہیں" مجمع الزوائد: ٦/۲۴۱۔

(3) دیکھئے: تلبیس ابلیس: ۹۱، فتح الباری: ۱۲/۲۹٦۔

بلکہ آیات کی تفسیر اور معانی اپنے من کے مطابق بیان کرتے ہیں، محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہ کے پیچھے پڑتے ہیں، اسی لئے روایات میں ان کے قرآن کے عدم فہم کے بیان کے لئے مختلف الفاظ وارد ہے ، صحیح مسلم کے اندر ہے "**يقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ**"(۱) "وہ قرآن یہ سمجھ کر پڑھیں گے کہ وہ ان کے لئے حجت ہے جب کہ وہ ان کے خلاف ہو گا"۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے: "**يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا، لاَيُجَاوِزُحَنَاجِرَهُمْ**"(۲) "وہ اللہ کی کتاب خوب مداومت اور تحسین کے ساتھ پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نہیں اترے گی"۔

اور صحیح بخاری کی دوسری روایت میں ہے: "**يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَايُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ**"(۳) "قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن ان کے گلے سے نہیں اترے گا"۔

امام نووی فرماتے ہیں: "قرآن سے ان کا تعلق صرف اتنا سا ہے کہ زبان پر گذر جائے اس لئے ان کے حلق سے اتر کر ان کے دل میں نہیں پہنچتا، جب کہ قرآن کی تلاوت سے وہ مطلوب نہیں ہے بلکہ مطلوب یہ ہے کہ اسے دل میں اتار کر اس سے تعلق پیدا کیا جائے اور اس میں تدبر کیا جائے"(۴)۔

---

(1) صحیح مسلم: ۱۰۶۶۔
(2) صحیح بخاری: ۴۳۵۱۔
(3) صحیح بخاری: ۲۹۳۲۔
(۴) شرح نووی علی صحیح مسلم: ۱۰۵/۶۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "پہلی بدعت خوارج جیسی بدعت تھی جو قرآن کریم کی غلط فہمی کی وجہ سے تھی، ان کی نیت قرآن کریم کی مخالفت نہیں تھی، لیکن انہوں نے اس سے وہ سمجھا جو مدلول کے خلاف تھا"(۱)۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "انہوں نے ایسی آیتوں کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں مؤمنین پر چسپاں کر دیا"(۲)۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "عبادت وتلاوت میں حد درجہ محنت کرنے کی وجہ سے انہیں قراء کہا جاتا تھا لیکن یہ لوگ قرآن مجید کی ایسی تاویل کرتے جو اس کا مطلب نہیں ہوتا، یہ اپنی منفرد درائے بیان کرتے اور زھد وخشوع کے اندر خوب مبالغہ کرتے"(۳)۔

اسی طرح یہ محکم آیتوں کو چھوڑ کر متشابہ (۴) کے پیچھے پڑتے ہیں جن کی کئی وجہیں ہوتی ہیں اور جنہیں راسخین فی العلم ہی سمجھتے ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے قرآن سے تعلق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: " محکم پر ایمان لاتے ہیں اور متشابہ کے

---

(۱) مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۳۰/۱۳۔

(۲) امام بخاری نے اسے صحیح بخاری: ۱۶/۹ کے اندر تعلیقاً ذکر کیا ہے۔

(۳) فتح الباری: ۲۸۳/۱۲۔

(۴) محکم آیتوں سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اوامر ونواہی، احکام ومسائل اور قصص وحکایات ہیں جن کا مفہوم واضح اور اٹل ہے اور ان کو سمجھنے میں کسی کو اشکال پیش نہیں آتا اس کے برعکس آیات متشابہات ہیں مثلاً: اللہ کی ہستی، قضاء وقدر کے مسائل، جنت ودوزخ، ملائکہ وغیرہ یعنی ماوراء عقل حقائق جن کی حقیقت سمجھنے سے عقل انسانی قاصر ہو یا ان میں ایسی تاویل کی گنجائش ہو یا کم از کم ایسا ابہام ہو جس سے عوام کو گمراہی میں ڈالنا ممکن ہو، بالفاظ مختصر: محکم صرف ایک معنی پر محمول ہوتا ہے اور متشابہ کے کئی معانی ہوتے ہیں اور علم میں راسخ علماء اس کا صحیح مفہوم جانتے ہیں۔ الإحکام فی أصول الأحکام/الآمدی: ۱۶۵/۱۔

وقت گمراہ ہو جاتے ہیں" پھر آپ نے ﴿ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ ﴾ (آل عمران:٧) (حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، اور پختہ اور مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے ہیں۔) کی تلاوت فرمائی([1])۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: " یہ جاہل لوگ ہیں جو اپنی جہالت کی وجہ سے اہل سنت والجماعت سے الگ ہو گئے "([2])۔

٦ – چکنی چپڑی باتیں: ان کی باتیں خوب چکنی چپڑی ہوتی ہیں، حلاوت بلاغت میں کوئی شک نہیں کر سکتا، منطقی اور مناظر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، یہ لوگ شریعت کے نفاذ، اللہ کے حکم کے قیام اور مرتدین و کفار سے قتال کی دعوت دیتے ہیں لیکن ان کا عمل اس کے برخلاف ہوتا ہے ۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " يُحْسِنُونَ الْقِيلَ، وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ"([3]) "یہ اچھی باتیں کہیں گے اور برے کام کریں گے"۔ نیز فرمایا:"يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ"([4]) "مخلوق کی سب سے اچھی باتیں کہیں گے"۔

٧ – تکفیر: ان کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت مسلمانوں کی تکفیر ہے۔

٨ - خون بہانا: یہ اپنے مخالفین کے خون کو مباح سمجھتے ہیں، چونکہ ان کے نزدیک ان کے مخالفین مرتد ہیں اس لئے ان کا قتل جائز ہے ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

([1]) الشریعہ/للآجری:١/٢٤، الاعتصام/للشاطبی :١/٤٣۔
([2]) منہاج السنۃ النبویۃ:٣/٤٦٤۔
([3]) سنن أبی داود:٤٧٦٧، ٤٧٦٨۔
([4]) صحیح بخاری:٣٦١١ و صحیح مسلم:١٠٦٦۔

" يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ " (۱) "اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے"۔

امام قرطبی فرماتے ہیں "جب ان لوگوں نے ان مسلمانوں کی تکفیر کی جن کے خلاف یہ خروج کرتے ہیں تو ان کا خون بھی مباح کر دیا اور اہل ذمہ کو چھوڑ دیا" (۲)۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: " یہ لوگ اہل قبلہ کے خون کو اس اعتقاد کے ساتھ مباح سمجھتے ہیں کہ وہ (ان کی نگاہ میں) مرتد ہیں اس سے زیادہ کہ وہ کفار کے خون کو مباح سمجھیں، کیونکہ وہ مرتد نہیں ہیں کیوں کہ مرتد غیر مرتد سے زیادہ برا ہوتا ہے" (۳)۔

۹ — سر منڈانا: حدیث میں ان کی ایک علامت سر منڈانے کی بھی مذکور ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سِيمَاهُمْ التَّحْلِيقُ" (۴) "ان کی پہچان سر منڈانا ہے" چنانچہ علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سر منڈانا ان کا شعار تھا۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: " یہ علامت ان کے پہلے گروہ کی علامت تھی جیسے ذوالثدیہ، ایسا نہیں کہ یہ ان کا لازمی وصف ہے" (۵)۔

امام قرطبی فرماتے ہیں: " دنیاوی زیب وزینت کو چھوڑ کر انہوں نے اسے بطور علامت وشعار اختیار کیا تھا" (۶)۔

---

(۱) صحیح بخاری: ۳۳۴۱، ۴۳۵۱، ۳۳۴۴ وصحیح مسلم: ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶۔
(۲) المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم: ۸۴/۹۔
(3) مجموع الفتاوی ۲۸/۴۹۷۔
(4) صحیح بخاری: ۷۱۲۳، سنن أبي داود: ۴۷۶۷، ۴۷۶۸۔
(5) مجموع الفتاوی: (۲۸/ ۴۹۷)۔
(۶) المفہم: ۱۲۲/۳۔

خوارج کے ظہور کے اسباب

خوارج کے ظہور کی خبر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دیدی تھی گویا اس فتنے کا بیج عہد رسالت ہی میں بو دیا گیا تھا، لیکن باضابطہ ایک جماعت کی شکل میں علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں وقوع پذیر ہوا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ اس بدعت کا اظہار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیا گیا تھا پھر اس کے حاملین اسے اپنے دلوں میں چھپائے رہے اور اس درمیان وقتاً فوقتاً اس کا اظہار کرتے رہے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں باضابطہ ایک جماعت بنالی([1])۔

امام ابن کثیر نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والے بلوائیوں کو خوارج کا نام دیا ہے([2])۔ امام طحاوی نے بھی اسی کو ذکر کیا ہے([3])۔

درحقیقت خارجیت کے جراثیم باد توحید میں عہد رسالت میں ہی موجود تھے جو کہ توحید اور اتباع سنت کی تیز و تند آندھی میں اثر پذیری سے محروم رہا، پھر مسلمانوں کے باہمی انشقاق واختلاف نے اس بیج کی پیداواری کے لئے سینچائی کا کام دیا اور بالآخر جنگ صفین کے بعد ایک جماعت کی شکل اختیار کرلی۔

عراق میں کچھ ایسے افراد تھے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض قرابت داروں کے اخلاق واطوار اور خصلتوں سے نالاں تھے، جس کی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کیا کرتے تھے، یہ لوگ تلاوت قرآن اور جہد وعبادت میں ممتاز تھے، اور ساتھ ساتھ قرآنی آیات کی ایسی تاویلیں کرتے جو سراسر قرآنی مفاہیم سے ہٹ کر ہوتیں، جب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

---

[1] مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۸/۴۹۰۔

[2] البدایہ والنھایہ: ۷/۲۰۲۔

[3] شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ص۴۹۳۔

ہوئی توان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ لڑائیوں میں حصہ لیا۔ان کا بنیادی عقیدہ عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کے متبعین کی تکفیر تھا، نیز یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور جنگ جمل میں آپ کے خلاف جنگ کرنے والوں کی تکفیر کا اعتقاد بھی رکھتے تھے جنہوں نے عائشہ ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی قیادت میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو فی الفور سزا دینے کا مطالبہ کیا تھا، اس جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کو فتح ہوئی تھی۔ پھر شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی خون عثمان کا بدلہ لینے کا مطالبہ کر دیا جس کی بنیاد پر جنگ صفین کا معرکہ پیش آیا، معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے امیر تھے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے جب ان سے بیعت کا مطالبہ کیا تو انہوں نے عذر پیش کر دیا کہ پہلے آپ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو فی الفور سزا دیں اس کے بعد بیعت ہو گی، علی رضی اللہ عنہ نے نامساعد حالات کے پیش نظر اس مطالبہ کو ماننے میں تردد کیا یہاں تک کہ دونوں کے درمیان صفین جیسا معرکہ پیش آیا جو کئی مہینوں تک چلا، اس جنگ میں اہل شام کی شکست قریبی تھی کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر اہل شام نے قرآن مجید کو نیزہ پر اٹھا کر دہائی دی کہ ہم آپ کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے ہیں[1]۔

اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے اکثر لوگوں خصوصاً قرّاء (جو بعد میں خوارج ہوئے) نے ہتھیار ڈال دئے اور آیت کریمہ : ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيباً مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ﴾ (آل عمران ۲۳) (کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں اللہ کی کتاب کا ایک حصہ ملا، انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے، تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، پھر ان کی ایک جماعت اس سے اعراض کرتے ہوئے لوٹ جاتی ہے) سے استدلال کرتے ہوئے جنگ سے اعراض کیا۔

---

[1] العواصم من القواصم للامام ابن العربی: ص ۱۶۶۔

پھر شامیوں نے علی رضی اللہ عنہ سے مراسلت کرکے جانبین سے ایک ایک حکم متعین کرنے کا مطالبہ کیا جن کے ساتھ ایسے افراد ہوں جنہوں نے اس جنگ میں حصہ نہیں لیا ہے، پھر دونوں کے فیصلے کے بعد جو حق ہو اسے تسلیم کرلیا جائے، علی رضی اللہ عنہ نے اس تجویز کو تسلیم کرکے اس پر عمل درآمد کی کوشش کی جس کی مخالفت اس جماعت نے کیا جو بعد میں خارجی ہوئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے اہل اعراق اور اہل شام کے مابین فیصلے کی جو تحریر بھیجی اس میں اپنے لئے "امیر المؤمنین" لکھا جس کو اہل شام نے ماننے سے انکار کردیا اور صرف علی بن ابی طالب لکھنے کو کہا، علی رضی اللہ عنہ نے اسے بھی تسلیم کرلیا جس کی مخالفت بھی خوارج نے کی[1]۔

پھر دونوں فریق اس بات پر متفق ہوئے کہ دونوں حکم اور ان کے اصحاب چند دنوں کے بعد شام اور عراق کے درمیان ایک متعین جگہ پر اکٹھے ہوں گے اور فوجیں کوئی فیصلہ ہونے تک اپنے اپنے ملک واپس چلی جائیں گی، اس کے بعد معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما واپس لوٹ گئے، اور خوارج جن کی تعداد آٹھ ہزار اور ایک قول کے مطابق سات ہزار اور ایک قول کے مطابق چھ ہزار تھی ان سے جدا ہو کر "حروراء" نامی جگہ پر اکٹھے ہو گئے، جس کی طرف منسوب کرکے ان کو "حروریہ" کہا جاتا ہے، ان کے لیڈران میں عبداللہ بن کواء یشکری اور شبث تمیمی تھے جن کے پاس علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ان سے مناظرہ کرنے کے لئے بھیجا جس سے بہت سارے لوگ واپس آگئے، پھر علی رضی اللہ عنہ خود ان کے پاس گئے جس سے کہ ان لوگوں نے آپ کی اطاعت کرلی اور آپ کے ساتھ کوفہ واپس آگئے، جن میں مذکورہ دونوں لیڈران بھی تھے جنہوں نے یہ پرچار کرنا شروع کردیا کہ وہ واپس اس لئے آئے ہیں کیونکہ علی رضی اللہ عنہ نے حکومت سے توبہ کرلی ہے، جب یہ خبر علی رضی

[1] مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۱۳/۳۲۔

اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے خطبہ دیا اوران کی اس بات کارد کیا، اسی دوران مسجد کے ایک گوشے سے ان لوگوں نے "لا حکم الا اللہ" کا نعرہ لگایا، اس پر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ جملہ تو صحیح ہے لیکن ان لوگوں نے باطل اور غلط مقصد کی خاطر اسے استعمال کیا ہے" پھر آپ نے ان لوگوں کو تین باتوں کی رخصت دی، جو مندرجہ ذیل ہیں:

اول: انہیں مسجدوں میں آنے سے نہیں روکا جائے گا۔

دوم: ان کے حامیوں کو بھی مسجدوں میں آنے سے نہیں روکا جائے گا۔

سوم: جب تک فساد نہیں کریں گے ان سے جنگ کی ابتدا نہیں کی جائے گی۔

پھر یہ لوگ آہستہ آہستہ کوفہ سے نکل گئے اور مدائن میں جاکر جمع ہوگئے۔ علی رضی اللہ عنہ ان سے ان کی واپسی کے لئے مراسلت کرتے رہے اور یہ لوگ اپنے موقف پر مصر رہے، ان کا مطالبہ تھا کہ جب تک آپ اپنے کفر کا اقرار کرکے اس سے توبہ نہ کرلیں واپس نہیں ہونگے۔ اس کے بعد بھی آپ نے اپنا قاصد ان کے پاس بھیجا جس کو یہ لوگ قتل کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ پھر خوارج کی جماعت اپنے اس باطل عقیدے پر متفق ہوگئی کہ جو شخص ان کے عقیدے پر نہیں ہے وہ کافر ہے اوران کا خون مال اور اہل حلال ہے۔ ان لوگوں نے اس پر عمل درآمد بھی شروع کردی، جو مسلمان ان کے سامنے آئے انہیں قتل کردیا، عبداللہ بن خباب بن الارت جو بعض علاقوں پر علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے گورنر تھے ان کو قتل کردیا اوران کی حاملہ باندی کا پیٹ چاک کردیا، جب یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے کوچ کیا، اور مقام نہروان میں ان سے جنگ کیا، جس میں خوارج میں سے دس سے بھی کم افراد بچے اور علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سے دس سے کم ہی شہید ہوئے[1]۔

---

(1) فتح الباری: ۱۲/۲۸۳-۲۸۴۔

خوارج سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مناظرہ

صفین کے معرکہ سے کوفہ واپسی کے دوران خوارج کی ایک بڑی جماعت کوفہ سے چند میل کی دوری پر علی رضی کی فوج سے الگ ہو گئی، جن کی تعداد کا اندازہ بعض روایتوں کے طابق بارہ ہزار سے کیا گیا ہے(۱) اور ایک روایت کے مطابق چھ ہزار(۲) ایک روایت کے مطابق آٹھ ہزار(۳) اور ایک روایت کے مطابق چودہ ہزار تھی(۴)۔

خوارج کی اس بڑی تعداد کے نکلنے سے علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں اضطراب پیدا ہو گیا اور علی رضی اللہ عنہ بقایا فوج کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوئے اور خوارج کے معاملات میں الجھے رہے، خاص طور سے جب آپ کو یہ پتہ چلا کہ ان لوگوں خود کو منظم کرنا شروع کر دیا ہے ، اور انہوں نے نماز اور لڑائی کے لئے امیر متعین کر لیا ہے اور یہ اعلان کر دیا ہے کہ بیعت صرف اللہ کے لئے ہونی چاہئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ادا کرنی چاہیۓ، ان کے ان نظریات نے ان کو عملی طور پر مسلمانوں کی جماعت سے الگ کر دیا(۵)۔

أمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جماعۃ المسلمین میں واپس لانے کی کوشش و چاہت میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس مناظرہ کے لئے بھیجا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس دوپہر میں پہنچے، ان سے سلام کیا تو وہ گویا ہوئے کہ آپ کس مقصد کے تحت آئے ہیں ؟ تو آپ نے کہا: "میں تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

---

(1) تاریخ بغداد: ۱/۱۶۰ ۔

(2) خصائص أمیر المؤمنین علی بن أبی طالب / النسائی: ص ۲۰۰ ۔

(3) البدایۃ والنھایۃ: ۷/ ۲۸۰، ۲۸۱ ۔

(۴) مصنف عبد الرزاق ۱۰/۱۵۷-۱۶۰ ۔

(5) فکر الخوارج والشیعۃ فی میزان أھل السنۃ والجماعۃ/د. علی محمد الصلابی: ص ۲۲ ۔

وسلم کے اصحاب اور آپ کے داماد کی طرف سے آیا ہوں جن کی موجودگی میں قرآن کا نزول ہوا اور وہ قرآن کے مفاہیم کو تم سے زیادہ سمجھتے اور جانتے ہیں، ان میں کوئی بھی تمہارے ساتھ نہیں ہے، اور میں تم کو ان کی باتیں پہنچاؤں گا اور تم جو کہو گے ان تک پہنچاؤں گا، اب تم بتاؤ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور آپ کے چچازاد کے خلاف تمہارا کیا اعتراض ہے؟" انہوں نے کہا: تین اعتراضات ہیں:

اول: انہوں نے اللہ کے معاملے میں لوگوں کو حکم بنا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے، جبکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلَّهِ﴾)الأنعام:۵۷) (حکم صرف اللہ کے لئے ہے) لہذا اللہ کے فیصلے میں لوگوں کا کیا دخل؟

دوم: انہوں نے لڑائی کی اور اس لڑائی میں کسی کو نہ قید کیا اور نہ ہی مال غنیمت اکٹھا کیا، جبکہ اگر (ان کے مخالف) کافر تھے تو ان کو قید کرنا چاہیئے تھا، اور اگر مؤمن تھے تو ان سے ان کی لڑائی جائز نہیں تھی۔

سوم: انہوں نے اپنے نام کے سامنے سے "أمیر المؤمنین" کا لفظ مٹا دیا لہذا وہ کافروں کے امیر ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا کہ اور کچھ یا صرف اتنا ہی؟ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ پھر آپ نے ان سے کہا کہ: "اگر میں تمہارے اعتراضات کا اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت سے جواب دوں تو کیا تم اسے قبول کرو گے؟ "تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے ان کے اعتراضات کا جواب دینا شروع کیا اور فرمایا کہ: "اللہ کے حکم میں لوگوں کو حکم بنانے کی جہاں تک بات ہے تو میں تمہیں اللہ کا فرمان پڑھ کر سناتا ہوں جس میں اللہ تعالی نے ایک چوتھائی درہم کی قیمت میں لوگوں کو حکم

بنایا ہے، اورانہیں حکم دیا ہے کہ وہ اس میں فیصلہ کریں، ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ (المائدۃ: ۹۵) (اے ایمان والو! حالت احرام میں وحشی جانوروں کا شکار مت کرو اور جس نے جان بوجھ کر اس کو قتل کر دیا تو اس پر فدیہ واجب ہے جو کہ قتل کئے گئے جانور کے مساوی ہوگا جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کریں گے) اب میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کا خرگوش وغیرہ کے شکار میں فیصلہ کرنا افضل ہے یا لوگوں کے خون کو بچانے اور ان کی خیر وبھلائی میں فیصلہ کرنا؟ جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ اگر اللہ تعالی چاہتا تو خود فیصلہ کر دیتا اور لوگوں کو اس کا ذمہ دار نہیں بناتا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ: یہ زیادہ بہتر ہے۔

پھر آپ نے کہا کہ: اسی طرح اللہ تعالی عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾ (النساء: ۳۵))اگر تمہیں میاں بیوی کی آپسی رنجش کا ڈر ہے تو ایک منصف مرد کے گھر والوں میں سے ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کر دو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرادے گا) میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: "لوگوں کی بھلائی کے لئے اور ان کی حفاظت کی خاطر لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا افضل ہے یا ایک عورت کی شرم گاہ کے بارے میں؟"۔

پھر آپ نے ان کے دوسرے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: "تم لوگ کہتے ہو کہ علی رضی اللہ عنہ نے لڑائی تو کیا لیکن نہ تو لوگوں کو قید کیا اور نہ ہی ان کے مال پر قبضہ کیا، تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا تم اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو گرفتار کر کے ان کے ساتھ وہی سلوک کر سکتے ہو جو دوسری عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، جب کہ وہ تمہاری ماں ہیں؟ اگر تم انہیں

قید کر کے دوسری عورتوں جیسا سلوک کرنے کو جائز سمجھتے ہو تو تم کافر ہوئے اور اگر تم کہتے ہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں ہیں تو بھی تم کافر ہوئے، کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾)الأحزاب:٦(اس طرح تم دوہری گمراہی کے پیچ وخم میں پھنسے ہوئے ہو، اگر اس سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے تو بتاؤ"۔

ان کے تیسرے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: "تم کہتے ہو کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام کے سامنے سے "أمیر المؤمنین" کا لفظ کیوں مٹادیا تو تمہیں بتادوں اور تم نے سنا ہوگا کہ حدیبیہ کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے صلح کیا اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو: "یہ وہ عہد نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اتفاق کیا ہے "تو مشرکین نے کہا: اللہ کی قسم ہر گز نہیں اگر ہم جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو تمہاری اطاعت کرتے، اس کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھو۔ اس کے بعد آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے اسے مٹا کر محمد بن عبد اللہ لکھنے کو کہا۔ اللہ کی قسم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں اور آپ نے خود اپنے دست مبارک سے لفظ "رسول اللہ "مٹادیا، اور آپ کے اس مٹانے سے آپ کی نبوت نہیں مٹ گئی"۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس جواب سے دو ہزار خارجی تائب ہو گئے اور باقی اپنی گمراہی پر قائم کوفہ سے نکل گئے اور اسی پر ہلاک ہوئے جن کو انصار اور مہاجرین نے قتل کیا(۱)۔

---

(1) خصائص أمیر المؤمنین علی بن أبی طالب/الامام النسائی: ص ۱۹۶ - ۲۰۰ ۔

علی رضی اللہ عنہ کا بقیہ خوارج سے مناظرہ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے خوارج سے مناظرہ اوران میں سے دو ہزار کے رجوع کے بعد علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس بنفس نفیس گئے اوران سے بات کی تو وہ کوفہ واپس ہوئے وہ یہ سمجھتے رہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے تحکیم سے رجوع اوراپنے (ان کے بزعم) گناہوں سے توبہ کرلیاہے۔ وہ اپنے اس سوچ کو لوگوں میں پھیلانے لگے، اشعث بن قیس کندی نے علی رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ لوگ یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے کفر سے رجوع کرلیاہے۔

دوسرے دن جمعہ کا دن تھا آپ منبر پر چڑھے اوراللہ کی حمد و تعریف کے بعد خطبہ دیتے ہوئے ان کے افکاراور عقائد کو ذکر کیااور ان کے معاملے کی برائی کو بیان کیا، جب منبر سے اترے توان لوگوں نے مسجد کے ایک گوشے سے "لا حکم الاللہ" کی آواز لگائی، اس پر علی رضی اللہ عنہ نے کہا:" تم لوگوں کے بارے میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا پھران کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا، آپ منبر پر ہی تھے کہ ان میں سے ایک آدمی اپنے کانوں میں انگلی رکھ کر آیا(۱) ، اور کہنے لگا: ﴿ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾)الزمر: ۶۵(اس پر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴾ (الروم :۶۰).

پھر آپ نے ان کو وہ تین اختیارات دیۓ جن کا ذکر فتح الباری کے حوالے سے کیا گیا(۲)۔

---

(1) مصنف ابن ابی شیبہ: ۷۳۳/۱، ۷۳۴، تاریخ الأمم والملوک للطبری: ۱۱۴/۳۔

(2) تاریخ الأمم والملوک للطبری: ۳ /۱۱۴۔

جنگ نہروان (سنہ ۳۸ھ)

علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے لئے یہ شرطیں رکھی تھیں کہ وہ خون نہیں بہائیں گے، نہ لوٹ مار کریں گے اور نہ ہی دہشت پھیلائیں گے اور اگر وہ ایسا کریں گے تو ان سے جہاد کیا جائے گا۔ مگر جیسا کہ ان کا یہ نظریہ تھا کہ جو کوئی ان کی مخالفت کرے گا وہ کافر ہے اور اس کا خون اور مال حلال ہے، اس لئے انہوں نا حق خون بہانا شروع کر دیا اور حرام چیزوں کا ارتکاب کرنے لگے؛ یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ کے گورنر عبداللہ بن خباب بن الارت کو شہید کر دیا اور ان کی حاملہ باندی کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال کر اسے ذبح کر دیا(۱)۔

خوارج کے ان بھیانک جرائم کے باوجود علی رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی میں پہل نہیں کیا بلکہ اپنا قاصد قاتلین کو ان کے سپرد کرنے کے لئے بھیجا تا کہ ان کو ان کے کئے کی سزا دی جا سکے، لیکن ان لوگوں نے نہایت ہی عناد اور سرکشی سے جواب دیا کہ ہم آپ کی بات کیسے مان سکتے ہیں جبکہ ہم سب نے مل کر قتل کیا ہے، یا یہ جواب دیا کہ تم سب نے قتل کیا ہے(۲)۔ پھر علی رضی اللہ عنہ اہل شام سے لڑائی کے لئے تیار کی گئی فوج لیکر محرم سنہ ۳۸ھ میں چلے، آپ کی فوج دریائے نہروان کے مغربی جانب رکی جب کہ خوارج کی جماعت شہر نہروان کے مقابل مشرقی جانب(۳)۔

---

(1) مصنف ابن أبي شیبہ: ۷۳۲/۲، ۷۳۳، تاریخ الأمم والملوک: ۱۱۸/۳، تاریخ بغداد: ۹۴/۱ ۔

(2) مصنف ابن ابی شیبہ: ۷۳۷/۸ ۔

(3) فکر الخوارج والشیعۃ للدکتور الصلابي: ص ۳۳ ۔

علی رضی اللہ عنہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ خوارج وہی جماعت ہے جن کے دین سے نکل جانے کی پیشن گوئی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، اسی لئے دوران سفر آپ اپنی فوج کو ان سے لڑنے پر ابھارتے رہے۔

دونوں فوجوں کے درمیان نہر نہروان فاصل تھا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو لڑائی کی ابتداء کرنے سے منع کر دیا تاآنکہ خوارج نہر پار کرکے مغربی جانب نہ آجائیں، اس کے بعد انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر بھیجا (۱) ان کے بعد بھی قاصد بھیجتے رہے یہاں تک ان لوگوں نے قاصد کو قتل کر دیا اور نہر پار کر گئے۔

جب خوارج جرم کے اس حد کو پار کر گئے اور مصالحت کی ساری راہیں بند کر دیں اور عناد و تکبر سے حق کی طرف لوٹنے سے انکار کر دیا اور لڑائی پر آمادہ ہوگئے تو امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو تیار کیا اوران کی ترتیب کچھ یوں رکھی : میمنہ پر حجر بن عدی کو اور میسرہ پر شبث بن ربعی اور معقل بن قیس الریاحی کو سواروں پر ابوایوب انصاری اور پیدل پر ابو قتادہ انصاری کو، اور اہل مدینہ — جن کی تعداد سات سو تھی- کا امیر قیس بن سعد بن عبادہ کو بنایا، اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو امان کا پرچم اٹھانے کا حکم دیا اور یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جو اس جھنڈے کے نیچے آجائے وہ امن یافتہ ہے، اور جو کوفہ اور مدائن چلا جائے وہ بھی مامون ہے، ہم تو صرف ان لوگوں کو چاہتے ہیں جنھوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے۔اس اعلان سے بہت سارے لوگ واپس ہوگئے اور عبداللہ بن وھب راسبی کے ساتھ ہزار یا ہزار سے کم ہی بچے(۲)۔پھر خوارج نے "**لا حكم إلا لله، الرواح الرواح إلى الجنة** " کا نعرہ لگاتے ہوئے علی کی فوج کی طرف پیش قدمی شروع کر دی اور ایک خون ریز جنگ

---

(1) السنن الکبری للبیہقی: ۱۷۹/۸۔

(2) فکر الخوارج والشیعۃ فی میزان أھل السنۃ والجماعۃ للدکتور الصلابی: ص ۳۴۔

کے بعد تقریبا سارے خوارج مارے گئے اور مسعودی کے بقول ان میں سے دس سے کم ہی بچے جو زبردست ہزیمت کے بعد میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے(۱)۔اور علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سے صرف دو آدمی شہید ہوئے(۲) ۔اور ایک روایت کے مطابق بارہ یا تیرہ آدمی(۳) اور ایک قول کے مطابق صرف نو افراد قتل کئے گئے(۴)۔

علی رضی اللہ عنہ شروع ہی سے ہاتھ کٹے ہوئے ذوالثدیہ کا تذکرہ کرتے اور اس کے اوصاف بیان کرتے کیونکہ یہ خوارج کی علامتوں میں سے ایک تھا، معرکہ ختم ہونے کے بعد انہوں نے اسے تلاش کرنے کا حکم دیا بہت تلاش کے بعد مقتولین کی لاشوں کے نیچے چھپا ہوا ملا، جس پر علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے اللہ کا شکر ادا کیا(۵)۔

نہروان میں ہزیمت کے دوماہ بعد انہوں نے نئے سرے سے سر اٹھایا اور خراسان کے دسکرہ نامی جگہ میں ربیع الثانی سنہ ۳۸ھ میں اشرس بن عوف شیبانی کی قیادت میں علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے دوبارہ قتال کیا جہاں انہیں پھر سے شکست ہوئی۔

دسکرہ میں ہزیمت اٹھانے کے بعد اگلے ماہ جمادی الاولی سنہ ۳۸ھ میں فارس کے ماسبذان میں ہلال بن علفہ اور اس کے بھائی مجالد کی قیادت میں تیسری بار علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی۔

ماسبذان میں شکست کے بعد اشہب بن بشر بجلی کی قیادت میں اسی سال دریائے دجلہ کے قریب جرجرایا میں لڑائی کی۔اور رمضان سنہ ۳۸ھ میں بنوسعد تمیم کے ابو مریم کی قیادت

---

(1) فکر الخوارج والشیعة فی میزان أهل السنة والجماعة للدکتور الصلابی: ص ۳۴۔

(2) صحیح مسلم: ۱۷۷۳۔

(3) مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۱۱/۵۔

(4) تاریخ بغداد: ۸۳/۱۔

(5) مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۱۷/۱۵-۳۱۹ نیز دیکھئے: مسند احمد: ۶۳۵۔

میں کوفہ پر چڑھائی کی جہاں علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے مقابلہ ہوا جس میں انہیں پھر ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

اور علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے چھوڑ دیا تب خوارج کی بغاوت اہل شام کے خلاف شروع ہوگئی، اور پہلی لڑائی میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج نے اہل کوفہ کی مدد سے ان کو شکست دیدیا۔

سنہ ۴۱ھ میں سہم بن غالب تمیمی اور خطیم باہلی نے بنوامیہ کے خلاف ان کی داخلی سازشوں کی قیادت کی یہاں تک کہ پانچ سال بعد سنہ ۴۶ھ میں زیاد بن ابیہ نے بصرہ کے قریب ان کا قصہ تمام کیا[1]۔

اس کے بعد بھی اموی حکومت کے خلاف ان کی سازشیں جاری رہیں آخر شوال سنہ ۶۴ھ میں انہوں نے نافع بن ازرق کی قیادت میں سب سے بڑی بغاوت کی اور سنہ ۷۶ – ۷۷ھ میں انہوں نے شبیب بن یزید بن نعیم کی قیادت میں حجاج بن یوسف ثقفی کو کئی شکستیں دیں، اس بعد بھی اموی خلافت کے خلاف ان کی بغاوتیں جاری رہیں۔ یہاں پر یہ بتاتے چلیں کہ انکی یہ بغاوتیں کوئی طویل اور مستقل حکومت قائم کرنے میں کامیاب تو نہ ہو سکیں لیکن اموی خلافت کو مشکلات میں ڈالتی رہیں یہاں تک کہ سنہ ۱۳۲ھ میں عباسیوں کی بغاوت میں متزلزل ہوگئی اور ان سے خلافت عباسیوں میں منتقل ہوگئی[2]۔

☆☆☆☆☆☆☆

[1] تیارات الفکر الاسلامی للدکتور محمد عمارۃ: ص ۲۷-۲۸۔
[2] تیارات الفکر الاسلامی للدکتور محمد عمارۃ: ص ۲۷-۲۸۔

خوارج کے عقائد

مذہب خوارج کی بنیاد چند فاسد عقائد پر ہے، گرچہ ابتداء میں انہوں نے اپنے زعم کے مطابق اس کی بنیاد حق پر رکھی تھی، اور اس کا بنیادی سبب قرآن فہمی سے ناواقفیت اور سوء فہم تھا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بقول: "خوارج جان بوجھ جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں تھے یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان کی حدیثیں صحیح ترین ہوا کرتیں تھیں لیکن یہ جہالت کی وجہ سے اپنی بدعت میں گمراہ ہوگئے، اور ان کی بدعت الحاد و زندقیت کی بنیاد پر نہیں تھی قرآن کریم کے فہم سے جہالت و گمراہی کی بنیاد پر تھی"(۱)۔

ذیل میں خوارج کے باطل عقائد میں سے چند کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے :

۱- مرتکب کبیرہ کی تکفیر: خوارج کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا مطلق کافر ہوتا ہے جو ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا، کیونکہ ایمان ان کے نزدیک ایسی حقیقت ہے جس کی تقسیم و تجزء نہیں ہو سکتی، لہذا جب اس کا کچھ حصہ زائل ہوگیا تو پورا کا پورا ختم ہوگیا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بقول: "خوارج، مرجئہ، معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ جیسے فرقوں کا ایمان سے متعلق اصلی نزاع یہ ہے کہ ان کے نزدیک ایمان ایک (منجمد) چیز ہے اگر اس میں کچھ بھی زائل ہوگیا تو پورا کا پورا برباد ہوگیا، اور اگر تھوڑا بھی ثابت ہوگیا تو پورا کا پورا ثابت ہوگیا۔۔۔"(۲)۔

۲ - ان کے مخالف تمام مسلمان مشرک ہیں: خوارج میں سے ایک غالی فرقہ ازارقہ ہے جس کا عقیدہ ہے کہ ان کے مخالف تمام مسلمان مشرک ہیں، جو ان کی دعوت قبول نہیں کریگا اور ان کے مذہب کو نہیں اپنائے گا اس کا خون، اس کی عورت، اس کی اولاد حلال ہیں، ان

([1]) منہاج السنہ النبویہ: ۱/۶۸۔

([2]) مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۷/۵۱۰۔

لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کافراور ان کے قاتل عبدالرحمن بن ملجم کو بہادر شہید گردانا ہے(۱)۔

۳ - جب لوگ واپس میں انصاف قائم کر سکتے ہوں تو امام کی ضرورت باقی نہیں رہتی : خارجی فرقہ نجدات کے بقول جب لوگ واپس میں انصاف قائم کر سکتے ہوں تو امام کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اور اگروہ سمجھتے ہیں کہ امام کے بغیر انصاف نہیں ہو سکتا ہے اور وہ امام بنا لیتے ہیں تو یہ جائز ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک امام کا انتخاب شریعت کے واجب کرنے کی وجہ سے واجب نہیں ہے، بلکہ جائز ہے اور اگر واجب ہے تو مصلحت و ضرورت کے تقاضے کی بنیاد پر(۲)۔

۴ — خلافت کسی خاص قوم میں منحصر نہیں ہے : یہ کہتے ہیں کہ خلافت کسی خاص قوم میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان جس کے اندر ایمان، علم اور استقامت کی شرطیں پائی جائیں اس کا اہل ہے، اگر اس سے بیعت کی جاتی ہے(۳)۔اسی بنا پر ان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے جدال کیا، ائمہ مسلمین کے خلاف بغاوت کی، خونریزی کی، مسلمانوں کا قتل عام کیا اور مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنے کی کوششیں کیں یہاں تک کہ اعداء اسلام ہر چہار جانب سے مسلمانوں پر پل پڑے۔

---

(۱) إسلام بلا مذاهب للدكتور مصطفى الشكعة: ص ۱۳۳ ۔

(۲) تاریخ المذاهب الإسلامية لأبي زهرة: ص ۶۱۔

(۳) إسلام بلا مذاهب للدكتور مصطفى الشكعة: ص ۱۳۰۔

ان کے اس نظریہ سے صاف ظاہر ہے کہ خلافت کے لئے قریشی نسب کے اشتراط کے جمہور کے اجماع کے خلاف ان کا عقیدہ ہے (١)۔

٥ — ائمہ جور کے خلاف بغاوت : ظالم، فاسق اور کمزور ائمہ کے خلاف خروج و بغاوت کے وجوب پر تمام خوارج کا اجماع ہے ، کہتے ہیں کہ مذکورہ ائمہ کے خلاف اگر چالیس افراد ہو جاتے ہیں تو ان کے اوپر بغاوت اور ان کے خلاف خروج ان پر واجب ہو جاتی ہے ، اور اس حد کو "حد الشراء" کا نام دیتے ہیں ، جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے جنت خرید لیا ہے، ان کے نزدیک ایسی صورت میں چپ بیٹھنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ انکی تعداد تین سے کم ہو (٢)۔

٦ — ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی امامت کا اثبات اور عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی تکفیر: یہ لوگ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی امامت و خلافت کو صحیح مانتے ہیں جبکہ عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی خلافت کو غیر صحیح یہاں تک کہ ان لوگوں ان دونوں خلفاء کے ساتھ ساتھ طلحہ، زبیر، معاویہ، عمرو بن العاص، ابو موسی اشعری، عبد اللہ بن عباس اور اصحاب جمل و صفین کی تکفیر کی ہے (٣)۔

٧ — سنت کی حجیت کا انکار : قرآن کریم پر غایت درجہ تمسک کے باوجود ان کے یہاں سنت کی حجیت میں تمہل پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ ان کے نزدیک ظاہر قرآن سے مخالفت کی

(١) مقالات الإسلامیین واختلاف المصلین / أبو الحسن الأشعري: ١/٢٠٤، الفصل في الملل والأهواء والنحل / ابن حزم: ٨٩/٤، فکر الخوارج والشیعة / د. الصلابی: ص ٥٥، ٥٦۔

(2) تیارات الفکر الإسلامی / د. محمد عمارة: ص ٢٢، مقالات الإسلامیین / الأشعری : ١/٣٢۔

(3) عقیدة أهل السنة والجماعة فی الصحابة الکرام / د. ناصر علي عائض حسن الشیخ: ١١٥٧/٧، فکر الخوارج والشیعة / د. الصلابي: ص ٦١، مقالات الإسلامیین / الأشعري: ١/٢٠٤ ۔

وجہ سے متواتر روایتیں بھی ناقابل احتجاج ہیں ، یہ سنت کا اتنا ہی حصہ لیتے ہیں جو مجمل ہو اور قرآن نے اس کی تفسیر کی ہو(۱)۔

۸ — **صفات باری تعالی میں معتزلہ کی موافقت:** صفات باری تعالی میں ان کا موقف کچھ حد تک معتزلہ سے ملتا جلتا ہے، لہذا من جملہ یہ نفاۃ معطلہ میں سے ہیں کیونکہ یہ قیامت کے روز رؤیت باری تعالی کے منکر ہیں نیز خلق قرآن کے قائل بھی، بقول امام ابوالحسن اشعری : "خوارج تمام کے تمام خلق قرآن کے قائل ہیں"(۲)۔

خوارج کی حکومتیں

جیسا کہ مذکورہ سطور میں یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ خوارج کی کوئی باضابطہ مستقل اور طویل حکومت تو قائم نہ ہو سکی لیکن انہوں نے بعض علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی سیادت قائم کرنے کی کوششیں ضرور کیں، اس ضمن میں خوارج صفریہ کا ظہور مغرب اقصی میں ہوا اور ان لوگوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور اباضیہ کا وسط مغرب اور اس کے نچلے علاقوں میں (۳) اسی طرح صفریہ کی حکومت سجلماسہ میں قائم ہوئی جسے دولت بنی مدرار کہا جاتا ہے(۴)۔

تاہرت میں دولت رستمیہ کے نام سے ایک حکومت قائم کی جو سنہ ۱۶۰ھ سے ۲۹۶ھ پر محیط تھی اس کا امام عبدالرحمن بن رستم تھا(۵)۔

---

(1) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۴۸،۴۹/۱۳۔

(2) دیکھئے: مقالات الاسلامیین: ص ۲۰۳۔

(3) الدولۃ لعباسیۃ/ محمود شاکر: ۸۷/۵ ۔

(4) الدولۃ لعباسیۃ محمود شاکر: ۱۶۱/۵۔

(5) الدولۃ لعباسیۃ / محمود شاکر: ۱۳۴/۵، اسلام بلا مذاھب/د. مصطفی الشکعۃ: ص ۱۶۳۔

اور قطر عمانی میں اسلام کے دخول ہی سے اباضی مذہب کا ٹھکانہ رہا ہے۔ عمان کے اندر باضابطہ امامت اولی کا آغاز سنہ ۱۳۲ھ میں ہوا جس کا پہلا امام جلندی بن مسعود بن جلندی جلندانی تھا، اور فی نفس الوقت اباضیوں کا تین امام تھا، عمان میں جلندی، یمن میں طالب الحق عبد اللہ بن یحیی اور افریقہ میں ابو الخطاب معافری، اور یہ وہی سال ہے جس میں خلافت بنی امیہ کا سقوط اور بنو عباسیہ کا قیام عمل میں آیا۔

سنہ ۱۷۹ھ میں بنی خروص میں سے وارث بن کعب کی بیعت ہوئی اور امامت بنی خروص کی طرف منتقل ہوگئی، جو سنہ ۴۰۰ھ کے بعد تک رہی، پھر اس کے بعد نباہنہ کی امامت شروع ہوئی۔

سنہ ۱۰۳۴ ھ میں یعربیوں کی امامت شروع ہوئی جس کا پہلا امام ناصر بن مرشد بن سلطان یعربی حمیری ازدی تھا، پھر یعربیوں سے امامت احمد بن سعید بوسعیدی (متوفی سنہ ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۳ء) کی طرف سنہ ۱۱۵۴ھ میں منتقل ہوگئی جو موجودہ عمانی حاکم خاندان کا جد امجد ہے[1]۔

[1] دیکھئے: اسلام بلا مذاہب / د. مصطفی الشکعۃ: ص ۱۵۹۔

احادیث نبویہ میں خوارج کی مذمت

جیسا کہ پہلے مذکور ہوا کہ خوارج کے وجود کی پیشن گوئی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی کر دی تھی، ذیل میں ہم وہ روایتیں پیش کر رہے ہیں جن میں خوارج اوران کی علامتوں کا بیان اوران کی مذمت ہے:

(ا) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کو تقسیم کر رہے تھے کہ بنو تمیم کا ذوالخویصرہ آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! انصاف کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا: " وَيْلَكَ! وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ". "تیری بربادی ہو! اگر میں انصاف نہیں کر سکتا تو کون کر سکتا ہے، اور اگر میں انصاف نہ کر سکوں تو تو خائب وخاسر ہو جائے"۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ تو آپ نے فرمایا: " دَعْهُ، فَإِنّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السّهْمُ مِنَ الرّمِيّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيّهِ -وَهُوَ قِدْحُهُ- فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِأَوْمِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ،وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النّاسِ" "جانے دے، اس کے کچھ ایسے ساتھی ہونگے جن کی نماز اور روزے کے سامنے تمہاری نماز اور روزہ ہیچ ہے، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نہیں اترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے، تیر کے پیکان کو دیکھا جاتا ہے تو اس میں کچھ نہیں ملتا، پھر اس پیکان کی جڑ کو دیکھا جاتا ہے تو اس میں کچھ نہیں

ملتا پھر اس کی ڈنڈی کی طرف دیکھا جاتا ہے تو اس میں کچھ نہیں ملتا ہے پھر اس کے پر کی طرف دیکھا جاتا ہے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملتا ہے ،اور تیر اس شکار کے بیٹ اور خون سے نکل چکا ہوتا ہے ، ان کی نشانی ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک شانہ عورت کی پستان کی طرح ہوگا جیسے تھلتھلاتا ہوا گوشت کا ٹکڑا،ان کا خروج لوگوں کے اختلاف کے وقت ہوگا" ۔

بخاری کی روایت میں ہے : **"إن من ضئضئ هذا قوما يقرءون القرآن لا يجاوز حناجرهم يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان يمرقون من الإسلام كما يمرق السهم من الرمية لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد"** "اس کی نسل سے ایسے لوگ ہونگے جو قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نہیں اترے گا ،اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بتوں کے پجاریوں کو چھوڑ دیں گے یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے،اگر میں ان کو پالوں تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں گا"۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :"میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے،اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی اور میں ان کے ساتھ تھا،(لڑائی کے بعد)انہوں نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور اسے ڈھونڈھ کر لایا گیا اور میں نے اسے بعینہ ویسا ہی پایا جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا"[1]۔

(۲) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :"جب میں اللہ کے رسول سے کوئی حدیث بیان کروں تو مجھے آپ پر جھوٹ بولنے سے بہتر آسمان سے گرنا زیادہ پسند ہے ،اور جب تیرے اور میرے درمیان کوئی بات ہو تو جان لو کہ جنگ چالوں سے لڑی جاتی ہے ، میں نے اللہ کے رسول کو فرماتے ہوئے سنا: **"يأتي في آخر الزمان قوم حدثاء الأسنان سفهاء الاحلام يقولون**

[1] صحیح بخاری : ۳۳۴۱، ۴۳۵۱، ۳۳۴۴ و صحیح مسلم:۱۰۶۴،۱۰۶۵،۱۰۶۶۔

من خير قول البرية يمرقون من الإسلام كما يمرق السهم من الرمية لا يجاوز إيمانهم حناجرهم فأينما لقيتموهم فاقتلوهم،فان قتلهم أجرلمن قتلهم يوم القيامة "(۱)"اگلے وقت میں کم عمر، کم عقل لوگوں پر مشتمل ایک قوم آئے گی یہ لوگ مخلوق کی سب سے اچھی باتیں کہیں گے یہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے،ان کا ایمان ان کے گلے سے نہیں اترے گا،انہیں جہاں پاؤ مار ڈالو، کیونکہ جو انہیں قتل کرے گا قیامت کے دن اسے اجر دیا جائے گا"۔

(۳) یسیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے سہل بن حنیف سے پوچھا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوارج کا ذکر سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا": ہاں سنا ہے،اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا(اور فرمایا) : "قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لاَ يَعْدُو تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمِيَّةِ"ایک قوم ہوگی جو زبان سے قرآن مجید کی تلاوت کرے گی ، جبکہ ان کے گلے سے نہیں اترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے")[2] ۔

(۴) ابو سعید خدری اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" "سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلاَفٌ وَفُرْقَةٌ، قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ،يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَيُجَاوِزُتَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنْ الرَّمِيَّةِ، لاَ يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدّ عَلَى فُوقِهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ، يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ، مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى

[1]) صحیح بخاری:۳۶۱۱ و صحیح مسلم:۱۰۶۶۔
[2]) صحیح مسلم:۱۰۶۸ ۔

بِاللَّهِ مِنْهُمْ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: "التَّحْلِيقُ"[1] "میری امت میں اختلاف وانتشار ہوگا، ایک ایسی جماعت ہوگی جو اچھی باتیں کرے گی اور برا کام کرے گی،، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نہیں اترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے، وہ اس وقت تک واپس نہیں آسکتے تاآنکہ وہ تیر اپنے ہدف پر واپس آجائے وہ بری مخلوق اور برے اطوار والے ہیں، خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے انہیں قتل کیا اور جسے انہوں نے قتل کیا، وہ اللہ کی کتاب کی طرف بلاتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے، جو ان سے جہاد کرے وہ ان کے مقابلے اللہ سے زیادہ قریب ہے" لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "سر منڈانا"۔

اورانس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "سِيمَاهُمْ التَّحْلِيقُ وَالتَّسْبِيدُ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ" "ان کی علامت بال منڈانا ہے، جب تم ان کو دیکھو تو انہیں قتل کر ڈالو"۔

(۵) ابو کثیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اہل نہروان کے قتل کے وقت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اہل نہروان کے قتل سے کچھ لوگ کبیدہ خاطر تھے اس وقت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ حَدَّثَنَا بِأَقْوَامٍ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَرْجِعُونَ فِيهِ أَبَدًا حَتَّى يَرْجِعَ السَّهْمُ عَلَى فُوقِهِ، وَإِنَّ آيَةَ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا أَسْوَدَ مُخْدَجَ الْيَدِ إِحْدَى يَدَيْهِ كَثَدْيِ الْمَرْأَةِ لَهَا حَلَمَةٌ كَحَلَمَةِ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، حَوْلَهُ سَبْعُ هُلْبَاتٍ فَالْتَمِسُوهُ؛ فَإِنِّي أُرَاهُ فِيهِمْ. فَالْتَمَسُوهُ فَوَجَدُوهُ إِلَى شَفِيرِ النَّهَرِ تَحْتَ الْقَتْلَى فَأَخْرَجُوهُ، فَكَبَّرَ عَلِيٌّ فَقَالَ: اللَّهُ

---

[1] سنن ابی داود: ۴۷۶۷، ۴۷۶۸۔

أَكْبَرُ! صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ.... "(۱) "لوگو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی قوم کے بارے میں بیان فرمایا جو دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے، وہ اس وقت تک واپس نہیں آ سکتے تا آنکہ وہ تیر اپنے ہدف پر واپس آ جائے، ان کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا، اس کا ایک ہاتھ عورت کی پستان کی طرح ہوگا، اس میں عورت کی پستان کی ابھار کی طرح ابھار ہوگا جس کے گرد سات بال ہونگے، اسے تلاش کرو؛ میں نے ان لوگوں میں اسے دیکھا ہے، لوگوں سے اسے تلاش کیا تو دریا کے کنارے لاشوں کے نیچے ملا، اسے نکالا گیا تو علی رضی اللہ نے اللہ اکبر کہا، اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔۔۔۔۔"۔

(۶) ابن أبي أوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا:

"الخوارج كلاب النار"(۲) "خوارج جہنم کے کتے ہیں"۔

(۷) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إن بعدي من أمتي أوسيكون بعدي من أمتي قوم يقرأون القرآن، لايجاوز حلاقيمهم، يخرجون من الدين كما يخرج السهم من الرّميّة، ثم لايعودون فيه، هم شرالخلق و الخليقة")(۳) "میرے بعد میری امت میں ایک ایسی قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن ان کے گلے سے نہیں اترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے، پھر یہ دین میں واپس نہیں آئیں گے، وہ بری مخلوق اور برے اطوار والے ہیں"۔

---

(1) مسند أحمد: ۶۳۵۔

(2) سنن ابن ماجہ: ۱۷۳۔ علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: الروض النضیر: ۹۰۶، ۹۰۸ و صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۷۳۔

(3) صحیح مسلم: ۱۰۶۷۔

(۸) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول نے فرمایا: "يخرج في آخر الزمان قوم أحداث الأسنان، سفهاء الأحلام، يقرءون القرآن لايجاوز تراقيهم، يقولون من قول خير البرية، يمرقون من الدين؛ كمايمرق السهم من الرمية"[1] "اگلے وقت میں کم عمر، کم عقل لوگوں پر مشتمل ایک قوم آئے گی قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن ان کے گلے سے نہیں اترے گا، یہ لوگ مخلوق کی سب سے اچھی باتیں کہیں گے یہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے" امام ترمذی فرماتے ہیں کہ: "یہاں پر خوارج اور حروریہ وغیرہ مراد ہیں"۔

(۹) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (انہوں نے حروریہ کے ذکر کے موقع سے فرمایا کہ): اللہ کے رسول نے فرمایا: "يمرقون من الإسلام مروق السهم من الرمية"[2] "یہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے" اور ایک روایت میں ہے: "ينشأ نشأ يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم، كلماخرج قرن قطع حتى يخرج في عراضهم الدجال"[3] "کچھ لوگ پیدا ہونگے جو قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن ان کے گلے سے نہیں اترے گا، جب جب کوئی جماعت نکلے گی اسے ختم کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ انہیں میں سے دجال کا ظہور ہوگا" عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو" كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ " بیس بار سے زیادہ مرتبہ کہتے ہوئے سنا"۔

([1]) سنن الترمذی: ۲۱۸۸، سنن ابن ماجہ: ۱۶۸۔ علامہ البانی نے اس روایت کو حسن صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: الروض النضیر: ۶۸۴، صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۶۸، صحیح سنن الترمذی: ۲۱۸۸۔

([2]) صحیح بخاری: ۶۹۳۲۔

([3]) سنن ابن ماجہ: ۱۷۴ علامہ البانی نے صحیحہ: ۲۴۵۵ اور صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۷۴ کے اندر حسن قرار دیا ہے۔

اور امام احمد نے اسی روایت کو دوسرے طریق سے روایت کیا ہے جس کے اندر ہے:

"يَخرُجُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يُسِيئُونَ الْأَعْمَالَ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ، يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ عَمَلَهُ مِنْ عَمَلِهِمْ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، فَإِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، فَطُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ، وَطُوبَى لِمَنْ قَتَلُوهُ، كُلَّمَا طَلَعَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قَطَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ "، فَرَدَّدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ مَرَّةً ، أَوْ أَكْثَرَ ، وَأَنَا أَسْمَعُ"[1] "میری امت سے برے اعمال والی قوم نکلے گی جو قرآن کی تلاوت تو کرے گی لیکن ان کے حلق سے نہیں اترے گا جن کے اعمال کے سامنے تم لوگ اپنے اعمال کو کم تر سمجھوگے، مسلمانوں کو قتل کریں گے، لہذا جب یہ نکلیں توانہیں قتل کرو، پھر نکلیں توانہیں پھر قتل کرو، اور پھر نکلیں توان کو پھر قتل کرو، جوان کو قتل کرے گا اس کے لئے خوشخبری ہے، اور جس کو یہ قتل کریں گے اس کے لئے خوشخبری ہے، جب جب کوئی جماعت نکلے گی اسے اللہ تعالی ختم کردے گا" (عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں) :"اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس جملے کو: كُلَّمَا طَلَعَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قَطَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ) بیس یا اس سے زیادہ بار فرمایا اور میں سن رہا تھا"۔

(۱۰) صحیح بخاری کے اندر ہے: كتاب إستتابة المرتدين : باب قتل الخوارج و الملحدين بعد إقامة الحجة عليهم وقول الله تعالى: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُم مَّا يَتَّقُونَ ۚ﴾ وكان ابن عمررضي الله عنهمايراهم شرارخلق الله وقال:إنهم انطلقوا إلى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين" [2] "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انہیں اللہ کی سب سے بری مخلوق میں سے سمجھتے

[1] مسند احمد: ۵۵۶۲۔
[2] صحیح بخاری: ۱۶/۹۔

تھے، اور کہتے تھے کہ : یہ لوگ قرآن کی ایسی آیتوں کو جو کافروں کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے مؤمنین پر منطبق کرتے ہیں"۔

(۱۱) ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :"شر قتلى تحت أديم السماء، وخير قتيل من قتلوا، كلاب أهل النار، قدكانواهؤلاء مسلمين فصاروا كفاراً، قلت : يا أبا أمامة ! هذا شئ تقوله ؟ قال بل سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم"[1] "آسمان کے نیچے سب سے برے مقتول ہیں، اور جن کو انہوں نے شہید کیا ہے وہ سب سے اچھے مقتول ہیں، یہ لوگ جہنم والوں کے کتے ہیں، یہ لوگ مسلمان تھے پھر کافر ہو گئے، (راوی کہتے ہیں) میں نے کہا: اے ابوامامہ! یہ آپ کہہ رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے"۔

(۱۲) عبید بن ابی رافع سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "حروریہ نے جب خروج کیا تو میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی تھا، ان لوگوں نے "لا حکم الا اللہ" کا نعرہ لگایا تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بات حق ہے مگر غلط مقصد کی خاطر استعمال کی گئی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کی صفتیں بتائی تھی جو میں ان لوگوں میں دیکھ رہا ہوں، یہ حق بات کہتے تو ہیں مگر خود ان کے گلے سے نہیں اترتی، یہ اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض مخلوق میں سے ہیں"[2]

(۱۳) امام احمد نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" إِنَّ فِيكُمْ قَوْمًا يَعْبُدُونَ وَيَدْأَبُونَ، حَتَّى يُعْجَبَ بِهِمُ النَّاسُ، وَتُعْجِبَهُمْ نُفُوسُهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ"[3] " تم میں ایک

---

[1] سنن ابن ماجہ: ۱۷۶۔ علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: تحقیق علی المشکاۃ: ۳۵۵۴۔

[2] صحیح مسلم: ۱۰۶۶۔

[3] مسند احمد: ۱۸۳/۳) بسند صحیح۔

قوم پیدا ہوگی جو خوب عبادتیں کیا کرے گی، حتیٰ کہ لوگ ان سے متاثر ہونگے اور وہ خود فریبی میں مبتلا ہونگے دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے"۔

۱۳- عرفجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "کوئی تمہارے پاس آئے اور تم لوگ کسی ایک آدمی کی اطاعت پر متحد ہو اور وہ تم میں انتشار پیدا کرنا چاہتا ہو یا تمہاری جماعت کو بکھیرنا چاہتا ہو تو اسے قتل کر ڈالو" اور ایک روایت میں ہے: "خواہ وہ کوئی بھی ہو"(۱)۔

۱۴ —ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من خرج من الطاعة، وفارق الجماعة، فمات، مات ميتة جاهلية. ومن قاتل تحت راية عُمِّيَّةٍ، يغضب لعَصَبَةٍ، أو يدعو إلى عَصَبَةٍ ، أو ينصر عَصَبَةً ، فقتِل ، فقِتلةٌ جاهلية. ومن خرج على أمتي، يضرب برها و فاجرها ولا يتحاشى من مؤمنها، ولا يفي لذي عهدٍ عهدهُ، فليس مني ولست منه" "جو اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہو گیا اور مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی، اور جس نے گمراہ اور بھٹکے ہوئے جھنڈے کے تحت لڑائی کی، اور عصبیت کی بنیاد پر ناراض ہوتا ہے، یا عصبیت کی دعوت دیتا ہے یا عصبیت کی بنا پر کسی کی مدد کرتا ہے اور قتل کر دیا جاتا ہے اس کا قتل جاہلیت کا قتل ہوتا ہے، اور جس نے میری امت کے خلاف خروج کیا اس کے نیک و بد سب کو مارا ان میں سے مومن کو مارنے سے پرہیز نہیں کیا اور اپنے کئے گئے عہد کو وفا نہیں کیا تو نہ وہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں"(۲)۔

---

(1) صحیح مسلم: ۱۸۵۲، سنن ابی داود: ۴۷۶۲۔
(2) صحیح مسلم: ۱۸۴۸۔

۱۵ —امام ابوداود نے " بَابٌ فِي قَتْلِ الْخَوَارِجِ" کے تحت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت کوذکر کیاہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه"[۱] "جس نے ایک بالشت بھی جماعت دوری اختیار کی اس نے اسلام کے ذمہ کواپنی گردن سے اتار دیا"۔

۱۶ —ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی قوم کا ذکر کیاجو آپ کی امت میں ہوگی جو لوگوں کے اختلاف کے وقت نکلے گی، ان کی علاقت سر منڈاناہوگی وہ مخلوق میں سب سے برے ہونگے انہیں وہ جماعت قتل کرے گی جو حق سے سب سے زیادہ قریب ہوگی " پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مثال ذکر کی اور پھر مایا: "آدمی تیر سے نشانہ لگاتاہے اور پھر وہ نیزہ کا پھل دیکھتاہے تواسے کچھ علامت نہیں ملتی (یعنی کوئی خون کادھبانہیں ملتاجس سے پتہ چلے کہ تیر شکار کولگاہے) پھر تیر کے پیکان اور پر کے درمیان کا حصہ دیکھتاہے تواسے کچھ علامت نہیں ملتی، پھراس کااوپری حصہ دیکھتاہے تواسے کچھ علامت نہیں ملتی "(یعنی وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتاہے)۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے اہل عراق انہیں تم لوگوں نے قتل کیاہے "(۲)۔

۱۷ —عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: " يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ

---

(۱) سنن ابی داود: ۴۷۵۸۔ علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیاہے۔ صحیح سنن ابی داود: ۴۷۵۸۔

(2) صحیح مسلم: ۱۰۶۵۔

تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا قُطِعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ ، حَتَّى يَخْرُجَ فِي بَقِيَّتِهِمُ الدَّجَّالُ "[1] "مشرق سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن مجید کی تلاوت تو کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نہیں اترے گا، جب جب کوئی جماعت ختم کر دی جائے گی دوسری پید ہو جائے گی یہاں تک کہ ان کے آخر میں دجال نکلے گا"۔

ان روایت کے علاوہ بھی انہیں کے معنی کی بے شمار روایتوں احادیث کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں طوالت سے بچتے ہوئے مذکورہ روایات کے بیان پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

([1]) مسند احمد: ۶۹۵۲، مستدرک حاکم: ۸۵۵۸، حاکم فرماتے ہیں: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ امام" امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، ہیثمی فرماتے ہیں: "رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ"(مجمع الزوائد: ۶/۲۳۰) شیخ احمد شاکر نے بھی اس روایت کی تصحیح کی ہے، علامہ البانی نے بھی شواہد کی بنیاد پر اسے سلسلہ صحیحہ: ۳۲۰۳ اور صحیح الترغیب: ۳۰۹۱ کے اندر صحیح قرار دیا ہے۔

خوارج کے فرقے

خوارج شروع میں متحد تھے اوران میں کوئی اختلاف نہیں تھا، لیکن گذرتے وقت کے ساتھ ان میں بھی گروہ بندی ہوتی گئی اور یہ مختلف فرقوں میں بٹتے گئے، ان فرقوں کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے، امام ابوالحسن اشعری کے مطابق ان کی تعداد چار ہے، لیکن دیگر لوگوں نے مختلف تعداد بیان کی ہے، کسی نے پانچ کسی نے سات کسی نے آٹھ کسی نے بیس کسی نے پچیس اور کسی نے تیس بیان کی ہے، درحقیقت چند اسباب وعوامل کی بناپران کا حصر مشکل ہوگیا کیونکہ ایک جنگ باز فرقہ ہونے اور قلت اسباب کی بناپر یہ استمرار کے ساتھ اختلاف وافتراق کے شکار ہوتے رہے، اسی طرح ان لوگوں نے عام طورپر اپنی تالیفات کو لوگوں سے چھپاکرر کھا ہے۔

ذیل میں ہم خوارج کے چند معروف فرقوں کا مختصر تعارف پیش کررہے ہیں :

اباضیہ

اباضیہ خوارج کا مشہور فرقہ ہے، اور باعتبار فرقہ خوارج کا یہ پہلا فرقہ ہے اور دنیامیں اسی کو زیادہ وسعت وترقی ملی جس کی وجہ سے آج بھی اٹلانٹک کے بعض خطوں میں ان کا وجود ہے ،اس فرقے کا امام عبداللہ بن اباض تھا جس کا پورانام عبداللہ بن یحیی بن اباض المری ہے، اس کا ظہور پہلی صدی ہجری کے نصف اخیر میں مروان بن محمد الحمار کے عہد میں ہوا، ان کے اندر بھی تقریبا دس فرقوں نے جنم لیا جن میں چار زیادہ مشہور ہوئے :

۱- حفصیہ : یہ حفص بن ابو المقدام کے متبعین ہیں، ان کے نزدیک ایمان اور شرک کے درمیان حد فاصل اللہ وحدہ لاشریک کی معرفت ہے یعنی اللہ کی معرفت کے بعد کسی نے رسول ،جنت اور جہنم کا انکار کیا اور ہر قسم کے برے اعمال انجام دیا اور اللہ کے حرام کردہ تمام اشیاء کا

ارتکاب کیا پھر بھی وہ کفر وشرک سے بری ہے، اگر کسی نے اللہ سے نابلد اس کا انکار کیا ہے تو وہ مشرک ہے[1]۔

۲- حارثیۃ: یہ حارث بن مزید اباضی کے متبعین ہیں، تقدیر کے باب میں اباضیہ کی مخالفت کرتے ہوئے یہ معتزلہ کے ہمنوا ہیں جبکہ عام اباضیہ اس باب میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ ہیں کہ اللہ تعالی بندوں کے اعمال کا خالق ہے اور اسکی استطاعت وقوت عمل کے ساتھ رکھی ہے جبکہ حارثیہ کا کہنا ہے کہ استطاعت عمل سے پہلے ہے، اسی وجہ سے تمام اباضیہ نے حارثیہ کی تکفیر کی ہے[2]۔

۳- یزیدیہ: یہ یزید بن ابی انیسہ خارجی کے متبعین ہیں جو بصرہ کا رہنے والا تھا پھر بعد میں فارس میں تون (جور) نے مقام پر سکونت پذیر ہوگیا، یہ ابتداء میں عقیدۂ اباضیہ پر تھا بعد میں اپنے برے عقیدے کی بنیاد پر ملت اسلامیہ سے بھی خارج ہوگیا، اس کا دعوی تھا کہ اللہ تعالی ایک رسول عجم میں بھیجے گا، جسے ایک آسمانی کتاب دی جائے گی اور وہ اس کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کردیگا اس نبی کے منتظرین قرآن کریم میں مذکور صابئین کہلائیں گے، اس گمراہ کن عقیدہ کے ساتھ ساتھ اس کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ اہل کتاب میں سے جس نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کیا گرچہ وہ دین اسلام میں داخل نہیں ہوا وہ مؤمن ہے، اس قول کی بنیاد پر یہودیوں کے فرقے عیسویہ اور رعیانیہ بھی مؤمن ہیں کیونکہ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے ہیں گرچہ اسلام میں داخل نہیں ہوتے۔

---

[1] الملل والنحل/شہرستانی: ۱/۱۸۲۔

[2] الفرق بین الفرق: ص/۱۰۴-۱۰۵، التعریفات: ص۵۵ والملل والنحل: ۱/۱۵۸۔

مذکورہ عقیدہ کی بنیاد پر یزیدیہ فرقے کو ایک اسلامی فرقہ ماننا قطعا درست نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر اباضیہ نے اس فرقے سے اپنی برءت کا اظہار کیا ہے، کیونکہ وہ فرقہ جو اسلامی شریعت کے منسوخ ہونے کا دعویدار ہو اسلامی فرقوں میں سے ہو ہی نہیں سکتا(۱)۔

۴ —اصحاب طاعۃ لا یراد اللہ بھا (ان چاہے اللہ کی اطاعت کرنے والے) : ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی خوشنودی کی چاہت و قصد کے بغیر بھی اللہ کی اطاعت صحیح ہو گی(۲)۔

یہ چار اباضیہ کے مشہور فرقے ہیں، ان کے علاوہ مزید چھ فرقے المغرب کے اندر پائے جاتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

۱ — فرقۃ النکار : ان کا سر گروہ ابو قدامہ بن یزید بن فندین نامی شخص تھا، عبدالوہاب بن رستم کی امامت کے انکار کی وجہ سے اس جماعت کا نام نکاریہ پڑا، واضح رہے کہ عبدالوہاب بن رستم کے متبعین کو وہابیہ یا وہبیہ کہا جاتا تھا۔

۲ — نفاثیہ : فرح النفوس عرف نفاث نامی شخص کی طرف منسوب ہے اور نفوسہ لیبیا میں ایک گاؤں کا نام ہے۔

۳ — خلفیہ : خلف بن سمح بن ابی الخطاب المعافری کی جانب منسوب ہے۔

۴ —حسینیہ :ان کا سر گروہ ابو زیاد احمد بن الحسین طرابلسی تھا۔

۵ — سکاکیہ :عبداللہ بن سکاک نامی آدمی کی طرف منسوب ہے۔

۶ —فرثیہ : یہ فرقہ أبو سلیمان بن یعقوب بن أفلح کی طرف منسوب ہے۔

---

(1) مقالات الاسلامیین: ۱/۱۸۳-۱۸۵، الفرق بین الفرق: ص ۲۶۳ والملل والنحل/ شہرستانی: ۱/۱۵۸- ۱۵۹۔

(2) الفرق بین الفرق: ص ۱۰۵۔

ان چھ فرقوں کو گرچہ کچھ لوگوں نے اباضیہ کے فرقے ہونے سے انکار کیا ہے، لیکن بہت سارے علماء نے ان کو مغرب میں موجود اباضیہ کے ضمن میں ذکر کیا ہے(1)۔

عقیدہ کے باب میں اباضیہ کا موقف

۱ — عبداللہ بن اباض کی امامت پر تمام اباضیہ کا اتفاق ہے۔

۲ — عام خوارج کی طرح ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر ہے، البتہ اس کفر کو کفر نعمت سے تعبیر کرتے ہیں، جس کے مرتکب کے ساتھ دنیا میں کافروں جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا لیکن آخرت میں کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔

۳ - صفات باری تعالی کے تعلق سے اباضیہ کے اندر دو گروہ ہے، ایک گروہ صفات الہی سے بالکلیہ منکر ہے ان کے بزعم اثبات صفات سے تشبیہ لازم آئے گی، اور دوسرا گروہ صفات کو ذات پر لوٹاتا ہے یعنی اللہ عالم بذاتہ، سمیع بذاتہ اور قادر بذاتہ ہے، گویا صفات ان کے نزدیک عین ذات ہے۔

۴ — استواء علی العرش کے باب میں حلولیہ (صوفیہ) اور غالی قسم کے جہمیہ کے ہمنوا ہیں، ان کا گمان ہے کہ اللہ کے لئے کسی ایک جہت میں مختص ہونا محال ہے لہذا وہ ہر مکان میں اور ہر جگہ ہے، یہاں پر انہوں نے استواء علی العرش کی تاویل " **استواء أمره وقدرته ولطفه فوق خلقه** "یا "**استواء ملك وقدرة وغلبة** "سے کیا ہے۔

۵ — قیامت کے روز رؤیت باری کے باب میں معتزلہ کے ہمنوا ہیں، یعنی انسان کے لئے محال ہے کہ وہ اللہ تعالی کو دیکھ سکے، یہ لوگ ﴿ لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ﴾ اور ﴿ لَن تَرَانِي ﴾ جیسی آیات کریمہ کی تاویل کرتے ہیں۔

(1) فرق معاصرۃ: ۱/۸۵-۸۶۔

۶ — بعض اباضیہ قرآن کریم کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں، بعض علمائے اباضیہ مثلا: ابن جمیع اور ورجلانی وغیرہ کہتے ہیں کہ جو خلق قرآن کا قائل نہیں وہ ہم میں سے نہیں۔

۷ — اباضیہ کا ایک گروہ عذاب قبر کا منکر اور دوسرا اس کے اثبات کا قائل ہے۔

۸ — اسی طرح اباضیہ میزان اور پل صراط کے بھی منکر ہیں۔

۹ — اباضیہ اکثر خوارج کے بر خلاف تقیہ کے جواز کے بھی قائل ہیں۔

۱۰- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا احترام کرتے ہیں جبکہ عثمان غنی اور علی رضی اللہ عنہما پہ سب شتم کرتے ہیں، بعض نے تو عثمان رضی اللہ عنہ کی تکفیر کر ڈالی ہے[1] اسی طرح ان کی کتاب الدلیل لاہل العقول (ص: ۲۷-۲۸) اور کتاب الادیان (ص: ۲۶-۲۷) کے اندر ان کو مختلف گالیوں سے نوازہ گیا ہے، اور ان کو شہید کرنے والوں کو "فرقۃ اہل الاستقامۃ" کہا گیا ہے، اسی طرح کشف الغمہ کے اندر حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے براءت کے اظہار کو واجب قرار دیکر ان کو گالیاں دی گئیں ہیں، نیز طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کو جہنمی قرار دیا گیا ہے[2]۔

محکمہ اولی

جیساکہ پچھلے صفحات میں گذرا کہ خوارج کو محکمہ بھی کہا جاتا ہے جو کہ خوارج میں سب سے پہلا گروہ ہے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور حکمین کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور پھر حروراء نامی مقام پر جمع ہوگئے، ان کے سردار عبداللہ بن کواء، عتاب بن اعور، عبداللہ بن وہب راسبی، عروہ بن عمرو بن حدیر (یا عروہ بن ادیہ) یزید بن

---

[1] دیکھئے: کشف الغمہ: ص۲۶۸۔

[2] کشف الغمہ: ص۳۰۴، فرق معاصرہ: ۸۸/۱-۱۰۵، الفرق بین الفرق: ص۱۰۳، مقالات الاسلامیین: ۱۸۹/۱ والخوارج/ سعوی: ص ۸۷۔

ابوعاصم محاربی، حرقوص بن زہیر بجلی (المعروف بہ- ذی الثدیہ) وغیرہ تھے، جب وہ لوگ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعت سے نکل کر حروراء میں اکٹھا ہوئے اس وقت ان تعداد بارہ ہزار تھی، مناظرہ کے بعد ابن الکواء دس شہ سواروں کے ساتھ مسلمان ہوگیا اور باقی عبداللہ بن وہب راسبی اور ذوالثدیہ کو امیر بنا کر نہروان کی طرف کوچ کر گئے، راستے میں ان لوگوں نے عبداللہ بن خباب ابن الارت کو قتل کر دیا اوران کے گھر میں گھس کر ان کے بیٹے اورام ولد کو بھی قتل کر دیا، اور نہروان پر قابض ہوگئے، جن سے علی رضی اللہ عنہ کے مناظرہ اور جنگ کا مفصل بیان گذر چکا ہے (۱)۔

ازارقہ

یہ ابوراشد نافع بن ازرق حنفی کے متبعین ہیں جس نے یزید بن معاویہ کے آخری عہد میں خروج کیا، خوارج کی اتنی بڑی تعداد اور قوت جو اس کے عہد میں تھی کبھی نہیں رہی، یہ اپنی جماعت لے کر بصرہ سے اہواز کی طرف نکلا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عمال کو قتل کر کے فارس وکرمان کے شہروں پر قابض ہوگیا، اس کا قتل سنہ ۶۵ ہجری میں ہوا۔

ازارقہ کے باطل عقائد

اہل سیر وتاریخ نے ان کے باطل عقائد کو مندرجہ ذیل نکات میں بیان کیا ہے (۲) :

([1]) الفرق بین الفرق: ص۷۹ — ۸۶، الملل والنحل: ۱/۱۳۳ — ۱۳۷۔

([2]) دیکھئے: الملل والنحل للشہرستانی: ۱/۱۴۰ - ۱۴۱، الفرق بین الفرق: ص ۸۷ - ۹۱ و الخوارج للسعوی: ص۷۴ - ۷۷۔

۱ — علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابۂ کرام کی تکفیر۔

۲ — تکفیر قاعد: یعنی جو جنگ سے رو گردانی کر کے بیٹھا رہے وہ کافر ہے گرچہ وہ ان کے مذہب وطریقہ پر ہی کیوں نہ ہو۔

۳ — مخالفین کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا جائز ہے۔

۴ — زناکار سے رجم کا اسقاط۔

۵ — مشرکین کے بچے اپنے آباء واجداد کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔

۶ — قول وعمل میں تقیہ ناجائز ہے۔

۷ — مرتکب کبیرہ کافر خالد مخلد فی النار ہے۔

نجدات

نجدہ بن عامر الحنفی کی طرف نسبت کرکے اس جماعت کو نجدات کہا جاتا ہے، نافع بن ازرق نے جب ان لوگوں کو جو قعدہ (یعنی مخالفین کے خلاف جنگ سے باز رہنے) سے اپنی برءت کا اظہار کر کے اس کی طرف ہجرت نہ کریں گرچہ وہ ان کے ہم مشرب ہوں مشرکین کا نام دیدیا اور مخالفین کے بچوں اور عورتوں کے قتل کو جائز قرار دیدیا تو ابو فدیک، عطیہ حنفی، راشد الطویل، مقلاص اور ابوب ازرق اس سے جدا ہو کر ایک جماعت کے ساتھ یمامہ کی جانب چلے گئے جہاں نجدہ بن عامر نے جو نافع کی طرف عازم تھا ان کا استقبال کیا، وہ لوگ نجدہ کو نافع کی بدعتوں سے آگاہ کر کے اسے یمامہ واپس لے گئے اور اس کی امامت پر بیعت کر لیا اور قعدہ کی تکفیر کرنے والوں اور نافع کی امامت کے قائلین کی تکفیر کر دی، پھر یہ خود ہی آپس میں اختلاف کا شکار ہو کر تین گروہ میں بٹ گئے، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے دو فوجیں بری اور بحری تیار کر کے جنگ پر روانہ کیا اور ساز وسامان کی فراہمی میں بری کو بحری پر فوقیت دی۔ اسی طرح

ایک فوج مدینہ طیبہ پر حملہ کے لئے بھیجا جہاں ان لوگوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خاندان کی ایک لڑکی کو قید کر لیا جس کی رہائی کے سلسلے میں عبدالملک بن مروان نے نجدہ کو خط لکھا، نجدہ نے اس لڑکی کو جس کے حصے میں آئی تھی اس سے خرید کر مروان کے پاس بھیج دیا، جس پر اس کے ساتھیوں نے اعتراض کیا کہ اس نے ہماری ایک لونڈی کو دشمن کو واپس کر دیا۔

تیسرا سبب یہ ہوا کہ اس نے اجتہاد میں غلطی کرنے والوں کو معذور قرار دیدیا (اسی وجہ سے اس جماعت کو نجدات العاذریہ بھی کہا جاتا ہے) اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے اپنے بیٹے مضرج کو ایک فوج دیکر بحرین کے شہر قطیف روانہ کیا جہاں اس کی فوج نے حملہ کر کے عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور تقسیم غنائم سے قبل ہی عورتوں کو آپس میں تقسیم کر کے ان سے استفادہ کر لیا اور کہنے لگے کہ جو عورت ہمارے حصے میں آگئی وہ ہماری پوری ملکیت ہے، اور اگر وہ تقسیم غنائم میں زائد قرار پائیں تو ہم ان کا تاوان اپنے مال سے ادا کریں گے، پھر یہ لوگ نجدہ کے پاس آئے اور اس سے اس سلسلے میں استفسار کیا تو اس نے عدم حلت کا فتوی دیا پھر جب ان لوگوں حرمت کی عدم معرفت کا عذر پیش کیا تو اس نے ان کا عذر جہالت کی بنیاد پر قبول کر لیا نیز اس نے اپنے موافقین میں سے جو صاحب حد تھے ان کو کوئی سزا نہیں دیا اور کہا کہ شاید اللہ تعالی ان کو ان کے گناہوں کے بدلے جہنم کے علاوہ کی سزا دے اور پھر انہیں جنت میں داخل کر دے، اس کا عقیدہ تھا کہ جہنم میں وہی لوگ جائیں گے جو ان کے مخالف ہیں۔

اسی طرح اس نے حد خمر کو ساقط قرار دیا اور کہا کہ جس نے چھوٹی نگاہ ڈالی اور ہلکا جھوٹ بولا اور اس پر مصر ہے تو وہ مشرک ہے، اور جس نے زنا کیا، چوری کی اور شراب پی لیا لیکن اس پر مصر نہیں ہے تو وہ اگر اس کے مذہب کے موافقین میں سے ہے تو وہ مؤمن ہے۔

جب اس نے اپنی ان بدعات کا اظہار کیا تو اس کے اکثر متبعین نے اس سے مسجد میں جا کر ان بدعات سے توبہ کے لئے کہا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس پر کچھ لوگوں کو ندامت ہوئی اور اس سے کہا کہ آپ امام ہیں اور آپ کو اختیار اجتہاد حاصل ہے ہمیں آپ سے توبہ کرانے کا کوئی

اختیار نہیں تھا، اس لئے آپ اپنی توبہ سے توبہ کیجئے، اور جن لوگوں نے آپ سے توبہ کرایا ہے ان سے توبہ کرائیے، ورنہ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس پر اس کے متبعین تین گروہوں میں بٹ گئے:

اول : نجدات : نجدہ بن عامر کے متبعین۔

دوم : عطویہ : عطیہ بن اسود کے متبعین۔

سوم : فدیکیہ : ابو فدیک (جو عبدالملک بن مروان کی فوج کے ہاتھوں مارا گیا) کے متبعین، انہیں لوگوں نے نجدہ کے خلاف جنگ کرکے اسے قتل کر دیا[1]۔

صفریہ

صفریہ خوارج کے بڑے فرقوں میں سے ایک ہے، زیاد بن اصفر کی جانب منسوب الصفریۃ الزیادیۃ کے نام سے معروف ہے، اس گروہ نے چند امور میں ازارقہ نجدات اور اباضیہ کی مخالفت کی ہے، مثلاً:

قعدہ عندالقتال کو کفر نہیں گردانتے، رجم کو ساقط نہیں مانتے، مشرکین کے بچوں کو قتل کرنے کے قائل نہیں، اور نہ ان کے خلود فی النار کے قائل ہیں، ان کے یہاں عمل کے برعکس قول میں تقیہ جائز ہے، یہ فرقہ اپنے عقیدہ میں تین گروہوں میں منقسم ہے:

اول : ہر گنہ گار مشرک ہے۔ دوم : ہر گناہ جس پر حد واجب ہے اس کے مرتکب کو اسی سے موسوم کیا جائے گا وہ کافر و مشرک نہیں ہوگا، جیسے: زناکار کو زانی، چور کو سارق، بہتان تراش کو قاذف اور قاتل عمد کو قاتل عمد، اور ہر گناہ جس کے اندر حد نہیں جیسے: ترک نماز اور ترک صیام (روزہ) تو اس کا مرتکب کافر ہے، اسے مؤمن نہیں کہا جائے گا۔ سوم: گنہ

---

[1] مقالات الاسلامیین: ۱/۱۷۴-۱۷۶، الفرق بین الفرق: ص ۹۱-۹۳ والملل والنحل/ شہرستانی: ۱/۱۴۱-۱۴۴۔

گار پر کفر کا حکم نہیں لگاجائے گا تاآنکہ حاکم تک مقدمہ پہنچ جائے اور وہ اس پر حد قائم کردے([1])۔

بیہسیہ

ابو بیہس ہیثم بن جابر کی طرف منسوب ہے ، جو سعد بن ضبیعہ میں سے تھا، اور ابتداء میں خوارج محکمہ میں سے تھا، پھر ان سے اختلاف کی وجہ سے ان سے الگ ہو گیا، اسے ولید بن عبد الملک کے حکم سے مدینہ کے والی عثمان بن حیان مری نے سنہ ۹۴ھ میں قتل کر دیا۔ ان کے بہت سارے شاذ اقوال ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ان میں گروہ در گروہ مختلف فرقوں نے جنم لیا جو ایک دوسرے سے براءت کا اظہار اور ان کی تکفیر کرتے رہے، ان کے یہاں ایمان اس وقت تک قابل قبول نہیں ہے جب تک کہ اللہ کی معرفت اور اس کے رسولوں کی معرفت کا اقرار نہ کرلے۔

ان کے چند مشہور فرقے مندرجہ ذیل ہیں:

۱- عونیۃ (عوفیہ) : ان کا عقیدہ ہے کہ اگر امام کفر کا ارتکاب کرتا ہے تو ساری رعیت کافر ہو جاتی ہے۔

۲-اصحاب التفسیر: حکم بن روان نامی شخص کی طرف منسوب ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی نے کسی مسلمان پر معصیت کی گواہی دی تو اس کی تفسیر اس پر لازم ہے ، مثلا: کسی کے خلاف چار آدمیوں نے زناکاری کی گواہی دی تو اس وقت تک ان کی گواہی قابل قبول نہیں جب تک وہ اس کی وضاحت نہ کردیں کہ اس کا وقوع کیسے ہوا۔

([1]) الفرق بین الفرق: ص ۹۴-۹۵، الملل والنحل/شہرستانی: ۱/۱۵۹، التبصیر: ص ۳۱، مقالات الاسلامیین: ۱/۱۸۲ والخوارج/سعوی: ص ۸۱-۸۳)۔

۳ — اصحاب السؤال: شبیب نجرانی نامی شخص کے متبعین ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کے لئے کوئی بھی عمل اس کا حکم جانے بغیر کہ وہ حلال ہے اس کا کرنا ناجائز ہے، لہذا جب کوئی عمل اس کا حکم جانے بغیر کرتا ہے تو وہ معصیت کا ارتکاب کرتا ہے، اور کافر ہو جاتا ہے، اسی طرح ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ مؤمنین کے بچے مؤمن ہی ہوتے ہیں جب تک حق کا انکار نہ کر دیں، اسی طرح کفار کے بچے کافر ہوتے ہیں جب تک اسلام میں داخل نہ ہو جائیں، اور تقدیر کے باب میں ان کا عقیدہ قدریہ جیسا ہے یعنی اللہ تعالی بندوں کے اعمال کو بندوں کو ہی سونپ رکھا ہے(۱)۔

عجاردہ

عبدالکریم بن عجرد کی طرف منسوب ہے، جو عطیہ بن اسود حنفی کے متبعین میں سے تھا، اس فرقے کی نشو ونما سجستان میں ہوئی اور اپنے اختلافات کی وجہ سے یہ تقریبا پندرہ فرقوں میں تقسیم ہوگئے، ان میں سے جب کوئی ایک رائے پیش کرتا تو دوسرا اسے رد کر دیتا اور پھر اس کے متبعین اس سے براءت کا اظہار کر دیتے اور پھر وہ اپنے متبعین کے ساتھ ایک فرقہ بنالیتا۔

ان کے یہاں بچوں سے براءت واجب ہے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو ان کو اسلام کی تبلیغ واجب ہے، مشرکین کے بچے اپنے آباء کے ساتھ جہنم میں جائیں گے، مال فی اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک صاحب مال قتل نہ کر دیا جائے، نیز ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر ہے، اور ایک روایت کے مطابق یہ سورہ یوسف کو قرآن کریم کا جزء نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ یہ عام قصوں کی طرح ایک قصہ ہے۔ عجاردہ کے چند مشہور فرقے ہیں:

۱۔ صلتیۃ: عثمان بن ابی الصلت یا صلت بن ابی الصلت کی طرف منسوب ہے، بغدادی نے الفرق بین الفرق (ص۹۸) کے اندر صلت بن عثمان لکھا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جب کوئی مسلمان

---

(1) مقالات الاسلامیین: ۱/۱۹۱، الملل والنحل: ۱/۱۴۷، ۱۴۴ و الکامل/مبرد: ص ۲۱۱۔

ہوتا ہے تو ہم اس کے ولی ہیں اور اس کی اولاد سے بری ہیں یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں اور اسلام قبول کر لیں، ان میں سے ایک جماعت کا کہنا ہے کہ مسلمین یا مشرکین کی اولاد سے نہ عداوت ہے اور نہ ہی ولایت تا آنکہ وہ بالغ ہو جائیں اور ان پر اسلام پیش کیا جائے پھر وہ اسے قبول کریں یا انکار۔

٢ — حمزیہ : حمزہ بن ادرک کی طرف منسوب ہے، (بغدادی نے اکرک لکھا ہے) اس کا ظہور ہارون رشید کے عہد میں ہوا، یہ عجاردہ خازمیہ میں سے تھا پھر تقدیر و استطاعت کے باب میں ان کی مخالفت کر کے قدریہ کی موافقت کر لی جس کی وجہ سے خازمیہ نے اس کی تکفیر کر دی پھر اس نے یہ اعتقاد اختیار کر لیا کہ مشرکین کے بچے جہنم میں جائیں گے، جس کی وجہ سے قدریہ نے اس کی تکفیر کر دی، سجستان، خراسان، مکران اور کرمان وغیرہ میں اس کا زور رہا (١)۔

٣ — شعیبیہ : شعیب بن محمد کے اصحاب جو میمون بن خالد کے ساتھیوں میں سے تھا پھر جب میمون سے تقدیر کے باب میں اختلاف ہوا تو اس سے براءت کا اظہار کر دیا، اس کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالی بندوں کے اعمال کا خالق ہے، بندے کو اختیار حاصل ہے اور اس سے خیر و شر کا سوال کیا جائے گا اور اسی کے مطابق وہ جزاء و سزا کا مستحق ہو گا، اور کوئی بھی چیز صرف اللہ کی مشیئت سے ہی وجود میں آتی ہے (٢)۔

٤ - میمونیہ : میمون بن خالد کے متبعین شعیب بن محمد اور یہ دونوں عجاردہ میں سے تھے، پھر دونوں میں اختلاف ہو گیا اور دونوں الگ ہو گئے، واقعہ یہ ہوا کہ میمون کا شعیب کے اوپر قرض تھا جس کا اس نے شعیب سے مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں تیرا قرض ادا کر دوں گا، اس پر میمون نے کہا: اللہ نے ابھی چاہا ہے، تو شعیب نے کہا: اگر اللہ نے

---

(1) مقالات الاسلامیین: ١/١٦٥، الفرق بین الفرق: ص ٩٩، التبصیر: ص ٣٣ والملل والنحل: ١/١٥٠۔

(2) مقالات الاسلامیین: ١/١٦٥، الفرق بین الفرق: ص ٩٧، التبصیر: ص ٣٢ والملل والنحل: ١/١٥١۔

چاہا ہوتا تو میں نہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتا، میمون نے کہا: اللہ نے تجھے حکم دیا ہے اور ہر وہ چیز جس کا حکم اللہ نے دیا ہے اس کی چاہت ہے، اور وہ جس کو نہیں چاہتا اس کا حکم نہیں دیتا ہے، پھر اس مسئلہ میں ان دونوں نے قید میں پڑے عبدالکریم بن عجرد کے پاس خط لکھا، جس کے جواب میں اس نے لکھا: "**ماشاء الله كان مالم يشأ لم يكن ولانلحق بالله سوءاً** ""جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا، اور ہم اللہ کے ساتھ برائی کو نہیں ملا سکتے "عبدالکریم کا یہ جواب ان لوگوں کے پاس اس کی موت کے بعد پہنچا جس سے ان دونوں نے اپنے اپنے حق میں استدلال کیا میمون کا کہنا تھا کہ عبدالکریم کے جواب سے اس کے موقف کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس نے " **لانلحق بالله سوءاً** " کہا ہے، اور شعیب کا کہنا تھا کہ اس سے اس کے موقف کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ اس نے "**ماشاء الله كان مالم يشأ لم يكن**" کہا ہے، یہی پر خازمیہ اور اکثر عجاردہ شعیب کے ہمنوا ہو گئے اور حمزیہ قدریہ کے ساتھ میمون کے ہمنوا ہو گئے۔

نیز میمونیہ کے باطل عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ نواسیوں اور پوتیوں کے ساتھ نکاح جائز ہے جو کہ مجوسیوں کے عقیدہ کی موافقت ہے، اسی وجہ سے بعض لوگوں نے میمونیہ کو اسلامی فرقہ ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

نیز یہ لوگ سورہ یوسف کو قرآن کا حصہ نہیں مانتے اور ان کے نزدیک بادشاہ سے لڑائی واجب ہے اور جو بادشاہ کے حکم پر راضی ہو اس پر حد قائم ہے، لیکن جس نے بادشاہ کا انکار کیا اس سے اس وقت تک قتال جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ اس کی مدد نہ کرے اور خارجی مذہب پر طعن نہ کرے اور سلطان کے لئے دلیل راہ نہ بنے، ان کے نزدیک مشرکین کے بچے جنت میں جائیں گے (۱)۔

---

(1) الفرق بین الفرق: ص ۹۷ والملل والنحل: ۱/۱۴۹ ۔

۵ — خلفیہ : خلف خارجی کی طرف منسوب ہے، یہ کرمان اور مکران کے خوارج ہیں جنہوں نے تقدیر کے مسئلے میں حمزیہ کی مخالفت کی ہے، ان کا اعتقاد ہے کہ ان کے مخالفین کے بچے جہنم میں جائیں گے (۱)۔

٦- اطرافیہ : ان کا نام اطرافیہ ان کے اس عقیدہ کی بنیاد پر پڑا کہ اطراف عالم میں جو شخص احکام شریعت نہیں جانتا وہ معذور ہے۔ ان کا سر گروہ سجستان کا غالب بن شاذک تھا (۲)۔

۷ — حازمیہ : (بغدادی نے خازمیہ لکھا ہے) یعنی حازم بن علی کے اصحاب جبکہ التعریفات کے اندر جازمیہ ہے یعنی جازم بن عاصم کے اصحاب جنہوں نے شعیبیہ کی موافقت کی۔

حازمیہ سجستان کے عجاردہ میں اکثریت میں تھے تقدیر، استطاعت اور مشیئت کے باب میں یہ اہل سنت کے موافق ہیں، انہوں نے میمونیہ کی تکفیر کی ہے جو قدریہ کے موافق ہیں، ان سے ایک روایت آتی ہے کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے متعلق توقف اختیار کیا ہے یعنی یہ ان سے صراحۃ براءت کا اظہار نہیں کرتے، جبکہ ان کے علاوہ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بالصراحت براءت کا اظہار کرتے ہیں، یہ اہل سنت کی موافقت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی بندے کے آخری عمل کو دیکھتا ہے، بندہ تمام عمر مؤمن رہا لیکن اگر آخر میں کافر ہو گیا تو اسی کے مطابق اللہ تعالی اس کا فیصلہ فرمائے گا، اور اگر پوری عمر کافر رہا اور آخر میں مؤمن ہو کر مرا تو اسی کے مطابق اس کا فیصلہ فرمائے گا، نیز کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمیشہ اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے اور دشمنوں سے ناراض رہتا ہے۔

اہل سنت نے ان کے ان عقائد کے باوجود علی، طلحہ، زبیر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے متعلق ان کی تکفیر پر ان کا مؤاخذہ کیا ہے، کیونکہ یہ حضرات ان صحابۂ کرام میں سے ہیں جنکے لئے

([1]) الفرق بین الفرق: ص۹۸، التبصیر: ص۳۲ والملل والنحل: ۱/۱۵۰ ۔

([2]) الفرق بین الفرق: ص۱۵۰ ۔

اللہ تعالی نے پہلے ہی جنت کی خوشخبری سنادی ہے، کیونکہ یہ بیعت رضواں میں شامل تھے جنکے متعلق اللہ تعالی کا ارشادہے: ﴿ لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾ (الفتح:١٨) (١)۔

حازمیہ میں دوفرقوں نے اور جنم لیا،ایک معلومیہ اور دوسرا مجہولیہ، معلومیہ نے اپنے اسلاف سے دوچیزوں میں اختلاف کیا ہے:

اول: ان کا دعوی ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالی کی معرفت اس کے اسماء وصفات کے ساتھ نہیں ہے وہ جاہل ہے اور جو اللہ سے جاہل ہے وہ کافر ہے۔

دوم: یہ کہتے ہیں کہ: بندوں کے افعال کا خالق اللہ تعالی نہیں ہے۔

مجہولیہ بھی تقریبا معلومیہ کے قول پر ہی ہے سوائے اس کے کہ ان کے نزدیک جس نے اللہ تعالی کو اس کے بعض اسماء کے ساتھ پہچان لیا اس نے اللہ کو پہچان لیا(٢)۔

شہرستانی نے ان دونوں فرقوں کو ثعالبیہ کے فرقوں کے ذیل میں ذکر کیا ہے(٣)۔

ثعالبیہ

ثعلبہ بن مشکان (شہرستانی نے ثعلبہ بن عامر لکھا ہے) کے متبعین ہیں جو عبدالکریم بن عجرد کے گہرے دوستوں میں سے تھا، پھر بچوں کی ولایت سے متعلق اختلاف ہونے کی وجہ سے دونوں الگ ہوگئے، ہوایوں کہ عجاردہ میں سے ایک آدمی نے ثعلبہ کی بیٹی سے نکاح کا پیغام دیا ثعلبہ نے اس سے مہر کی تعیین کے لئے کہا، پھر پیغام دینے والے نے ایک عورت کو لڑکی کی ماں کے پاس یہ پتہ لگانے کے لئے بھیجا کہ لڑکی بالغ ہے یا نہیں؟ اور اگر بالغ ہے اور عجاردہ کے

(1) الفرق بین الفرق: ص٩٦ والملل والنحل: ١/١٥١۔

(2) الفرق بین الفرق: ص٩٨۔

(3) الملل والنحل: ١/١٥٥۔

شرائط پر پوری اترتے ہوئے اسلام قبول کر لیتی ہے تو اسے مہر کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ کتنی ہے، تو ماں نے کہا کہ یہ لڑکی ولایت میں ہے اور مسلمان ہے بالغ ہوئی ہو خواہ نہیں، جب یہ خبر عبدالکریم اور ثعلبہ کو پہنچی تو عبدالکریم نے بچوں کی بلوغت سے قبل ولایت سے براءت کا اظہار کر دیا اور ثعلبہ نے کہا کہ ہم ان کے والی ہیں وہ بڑے ہوں خواہ چھوٹے تاآنکہ ان کی طرف سے حق کا صریح انکار ظاہر نہ ہو جائے، اس مسئلہ میں جب دونوں اختلاف کا شکار ہو گئے تو دونوں نے ایک دوسرے سے براءت کا اظہار کر دیا، اور پھر دونوں اپنے اپنے گروہ کا امام بن بیٹھے(١)۔

ثعالبیہ کے اندر مندرجہ ذیل فرقوں نے جنم لیا :

١ — اخنسیہ : اخنس بن قیس کے اصحاب۔

٢- معبدیہ: معبد بن عبدالرحمن کے اصحاب۔

٣- رشیدیہ : رشید القوسی کے اصحاب، ان کو عشریہ بھی کہا جاتا ہے۔

٤- شیبانیہ : شیبان بن سلمہ کے اصحاب، جس نے ابو مسلم خراسانی کے عہد میں ظہور کیا اور اس کی فوج کے ہاتھوں سنہ ١٣٠ھ میں قتل کیا گیا۔

۵ — مکرمیہ : مکرم بن عبداللہ العجلی کے اصحاب۔

٦ — بدعیہ: یحیی بن اصدم کے اصحاب، انہوں نے ایک نئی بات ایجاد کی کہ ہمیں قطعی یقین ہے کہ جو ہمارے ہم اعتقاد ہو گا وہ جنت میں جائے گا، ہم ان شاء اللہ نہیں کہتے کیونکہ یہ اعتقاد میں شک کرنا ہوا۔

٧ —معبدیہ : یہ ثعلبہ بن معبد نامی شخص کی امامت کے قائل ہیں(٢)۔

---

(1) الفرق بین الفرق: ص ١٠١ والملل والنحل: ١/١۵٢۔

(2) الفرق بین الفرق: ص ١٠١ -١٠٣ والملل والنحل: ١/١۵٢ - ١۵٦۔

خوارج کا مسکن

خوارج یوں تو ہر زمانے میں مختلف مناطق میں پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن ان کا سیاسی نفوذ عام طور پر، عمان، حضر موت، زنجبار (موجودہ نام تنزانیا) اس کے آس پاس کے افریقی مناطق اور مغرب عربی میں رہا ہے۔اسی طرح ان کا وجود تونس، لیبیا، الجزائر، جزیرۃ العراق، موصل، خراسان کے بعض علاقوں، جزیرہ کیسوان، شام کے مغربی حصے اور صنعاء وغیرہ میں رہا ہے(۱)۔

عصر حاضر میں خوارج کا وجود

عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر کی روایت میں ذکر ہے کہ خوارج کا خروج قیامت تک ہوتا رہے گا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :اللہ کے رسول نے فرمایا:

"یخرج في آخر الزمان قوم أحداث الأسنان،سفهاء الأحلام......الخ"(۲)

"اگلے وقت میں کم عمر، کم عقل لوگوں پر مشتمل ایک قوم آئے گی۔۔۔۔۔"۔

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ کی روایت میں ہے: "..... **كلماخرج قرن قطع حتى يخرج في عراضهم الدجال"**(۳) "۔۔۔۔۔۔جب جب کوئی جماعت نکلے گی اسے ختم کردیا جائے گا، یہاں تک کہ انہیں میں سے دجال کا ظہور ہوگا"۔

---

(1) دیکھئے: مقالات الِاسلامیین-ص:۷۹،-دیکھئے: مقالات الِاسلامیین-ص:۷۹،الصراع المذھبی بإفریقیۃإلی قیام الدولۃالزیریۃ/عبدالعزیزالمجدوب: ص:۳۷-۳۸۔

(2) صحیح سنن الترمذی: ۲۱۸۸۔

(3) سنن ابن ماجہ:۱۷۴،مسند احمد:۵۵۶۲۔علامہ البانی نے صحیحہ:۲۴۵۵اور صحیح سنن ابن ماجہ:۱۷۴کے اندر حسن قرار دیا ہے۔

ان روایتوں میں اس بات کی وضاحت ہے کہ خوارج کا وجود دجال کے خروج تک رہے گا، ان میں سے کوئی جماعت پیدا ہوگی اور ختم کر دی جائے گی پھر پیدا ہوگی اور ختم کر دی جائے گی، اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ دجال کا ظہور ہوگا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دے دی ہے کہ وہ دجال کے زمانے تک خروج کرتے رہیں گے۔ اور مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خوارج صرف اس جماعت کے ساتھ خاص نہیں ہیں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کی تھی"(۱)۔

یہاں یہ واضح رہے کہ خوارج کی پہچان انہیں صفات کی بنیاد پر ہوتی ہے جن کا ذکر نصوص میں ہے اسلئے کسی کو اوپر محض اختلاف رائے یا بعض متشدد رجحان کی بنیاد پر یہ الزام لگا دینا کہ یہ خارجی ہے جائز نہیں ہے، بلکہ اس معاملے اہل نظر اور بابصیرت علماء کی طرف رجوع کیا جائے گا جو احادیث اور اور سلف صالحین کے اقوال میں بیان کردہ ان کی صفات اور ان میں ان کے تتبع کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کریں گے، جیسا کہ علماء حق نے عصر حاضر میں القاعدہ، داعش اور ان جیسی تکفیری اور تخریبی جماعتوں سے متعلق وضاحت کی ہے کیوں کہ ایسی جماعتیں بلاشبہ حکومت اسلامیہ کے خلاف خروج کرکے اپنے عزائم ومقاصد کے حصول میں کوشاں رہتی ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں: "اسی طرح خوارج ہیں وہ جنگ وجدال والے لوگ تھے جب انہوں نے جماعت حقہ کے خلاف لڑائی چھیڑی تو ان سے ان کی مخالف واضح ہوئی، لیکن آج کے دور میں انہیں اکثر لوگ نہیں جانتے"(۲)۔

---

(1) مجموع فتاوی الامام ابن تیمیہ: ۲۸/۴۹۵-۴۹۶۔

(2) کتاب النبوات: ۱/۱۳۹۔

امام البانی خوارج کا رد کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "آج کے دور میں — انہیں کے بقل: تاریخ خود کو دہراتا ہے۔ مسلم نوجوانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو تھوڑا ہی دین حاصل کیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ حکام اللہ کے نازل کردہ احکام پر عمل نہیں کرتے لہذا ان کے خلاف خروج جائز ہے۔ جب کہ انہوں نے اس سلسلے میں اہل علم و معرفت سے کوئی مشورہ نہیں کیا ہے بلکہ انہوں نے بلا سوچے سمجھے اور رہنمائی کے اپنا قدم بڑھایا اور (ہنگامہ ارائی کرکے) زبردست فتنہ پیدا کر دیا اور مصر وسیریا اور الجزائر میں خون بہایا، اور اس سے پہلے حرم مکی کے اندر فتنہ برپا کیا"(١)۔

علامہ دکتور صالح الفوزان سے عصر حاضر میں حاملین فکر خوارج کے سلسلے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: "سبحان اللہ، کیا موجودہ عمل خوارج کا عمل نہیں ہے، وہ ہے مسلمانوں کی تکفیر، اور اس سے بھی زیادہ شدید مسلمانوں کا قتل اور ان پر ظلم، یہی خوارج کا مذہب ہے، جو تین چیزوں کا مجموعہ ہے:

اول: مسلمانوں کی تکفیر۔

دوم: ولی الامر کی اطاعت کا انکار۔

سوم: مسلمانوں کے خون کو مباح سمجھنا۔

یہ خوارج کا مذہب ہے اگرچہ کچھ کہے نہیں اور کرے نہیں صرف دل میں اعتقاد رکھا تو بغیر اظہار کے (بھی) عقیدہ ورائے کے اعتبار سے خارجی ہوا(٢)۔

ہم اس دور میں بہت ساری جماعتوں اور خارجی افکار کے حاملین کو دیکھتے ہیں جو اپنے اعتقادی اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ارض توحید مملکۃ الحرمین الشریفین میں حجاج کرام

---

(1) سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ٧/١٢٤١۔

(2) الإجابات المہمۃ فی المشاکل المدلہمۃ: ص ٩۔

اور عام مسلمانوں کا خون بہانے کی کوشش کرتے رہے ہیں روافض کے ساتھ ساتھ ان گروہوں نے بھی ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ توحید کے اس قلعہ کو زیر کرلیں اور وہاں شرک وبدعت اور غلط افکار و نظریات کو رواج دیں، اور تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ اہل سنت کے بہت سارے افراد بھی ان کے ظاہری تدین اور ساحرانہ باتوں سے دھوکا کھا کر ان کے دام فریب آجاتے ہیں۔اللہ تعالی مملکت توحید کو ہر شر و فتن سے محفوظ رکھے۔

خوارج سے متعلق علماء کی رائیں

خوارج کی تکفیر اور عدم تکفیر سے متعلق علماء کے تین اقوال ہیں :

اول: وہ کافر ہیں اور ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے، یہ قول امام بخاری، امام ابو بکر بن العربی، امام سبکی اور امام قرطبی کا ہے، نیز امام شافعی، امام مالک، امام احمد اور اہل حدیث کی ایک جماعت سے بھی مروی ہے، معاصرین میں سے شیخ ابن باز بھی اسی کی جانب گئے ہیں([1])۔

وجہ تکفیر:

(۱) احادیث میں وارد الفاظ کی بناپر جن میں ان کی ضلالت و گمراہی کی وضاحت موجود ہے جو یہ ہیں:

@ - "**يمروقون من الإسلام مروق السهم من الرمية**" "دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے" -

@ - "**لايجاوزإيمانهم حناجرهم**" "ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا"۔

@ - "**فأينمالقيتموهم فاقتلوهم**" "انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کرڈالو"۔

@ - "**فإن قتلهم أجرلمن قتلهم يوم القيامة**" "ان کو قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر ملے گا"۔

@ - " **لأقتلنهم قتل عاد** " **وفي لفظ** "**ثمود**" "(اگر میں انہیں پالیتا تو) عاد کی طرح قتل کردیتا" اور ایک روایت میں لفظ "ثمود" ہے۔

([1]) دیکھئے: فتح الباری: ۳۱۳/۱۲-۳۱۳، الابانۃ الصغری: ص ۱۵۲، الشفا: ۱۰۵۷/۲، مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۵۱۸/۲۸ والمغنی لابن قدامہ: ۲۳۹/۱۲۔

@ - "هم شر الخلق " "وہ بری مخلوق ہیں"۔

@ - "إنهم أبغض الخلق إلى الله تعالى " "وہ اللہ تعالی کے نزدیک مخلوق میں سب سے برے ہیں"۔

(۲) بزرگ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کو شامل ہے کیونکہ آپ نے ان کے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے۔

(۳) یہ اپنے مخالفین کے خون اور مال کو مباح سمجھتے ہیں اور ان کی تکفیر کے قائل ہیں۔

دوم : ان کی عدم تکفیر: یہ کافر نہیں بلکہ باغیوں میں سے ہیں یہ قول اہل سنت میں سے زیادہ تر اصولیوں کا ہے، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے، اور یہی قول امام ابو حنیفہ، جمہور فقہاء اور بہت سارے اہل حدیث علماء سے بھی منقول ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا رجحان بھی اسی کی طرف ہے[1]۔

عدم تکفیر کی وجہ:

(۱) شہادتین کا اقرار، یہ مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے خون اور مال کو مباح سمجھنے کی وجہ سے فاسق ہیں۔

(۲) انہوں نے بصراحت کفر کا ارتکاب نہیں کیا ہے بلکہ بے جا تاویل سے کام لیا ہے وہ بھی قرآن کریم کی اتباع کا مقصد لیکر جس میں وہ غلطی کے مرتکب ہوگئے۔

(۳) ارکان اسلام پر مواظبت و محافظت، یہ اطاعت وعبادت کے نہایت ہی حریص تھے، عبداللہ بن عباس کے بقول: "میں نے عبادت میں ان سے زیادہ مجتہد نہیں دیکھا، ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات تھے۔

---

[1] دیکھئے: شرح مسلم للامام النووی: ۲/۵۰، الاعتصام للشاطبی: ۲/۱۸۵، المغنی لابن قدامہ: ۸/۱۰۶، منہاج السنۃ النبویۃ: ۵/۲۴۷ و فتح الباری: ۱۲/۳۱۴۔

(۴) علماء اسلام کا اس بات پر اجماع کہ یہ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے اور عمومی طور پر ان سے خارج نہیں ہے البتہ خوارج کے بعض فرقے اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر اسلام سے خارج ہے جیسے یزیدیہ اور میمونیہ، حافظ ابن حجر نے امام خطابی سے نقل کیا ہے کہ: **"أجمع علماءالمسلمين على أن الخوارج مع ضلالتهم فرقة من فرق المسلمين وأجازوا مناكحتهم وأكل ذبائحهم وأنهم لايكفرون ماداموا متمسكين بأصل الإسلام"** [1]

"یعنی علماء اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ خوارج اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے، جن سے نکاح اور ان کا ذبیحہ کھانا جائز ہے، اور ان کی تکفیر جب تک وہ اسلامی اصولوں پہ قائم ہیں جائز نہیں ہے"۔

(۵) صحابۂ کرام کا ان کو کافر نہ سمجھنا: شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام کا خوارج کے پیچھے نماز ادا کرنا بتاتا ہے کہ انہوں نے ان کو کافر نہیں سمجھا تھا، عبداللہ بن عمر اور ان کے علاوہ بہت سارے صحابہ کرام نجدہ حروری کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس سے مسلمانوں کی طرح ہی مخاطب ہوتے تھے، اور جب نجدہ کوئی استفسار کرتا تو عبداللہ بن عباس اس کا جواب دیتے، نیز اس کی حدیث بخاری کے اندر بھی مذکور ہے(۲)۔

امام نووی کے بقول: **"المذهب الصحيح المختار الذي قاله الأكثرون و المحققون أن الخوارج لايكفرون كسائرأهل البدع"** [3] " صحیح اور پسندیدہ مذہب جسے اکثر لوگوں

---

(1) فتح الباری: ۳۱۴/۱۲۔

(2) منہاج السنہ النبویہ: ۲۴۷/۵۔

(3) شرح مسلم: ۵۰/۲ ۔

نے اور محققین نے کہا ہے کہ دیگر بدعتیوں کی طرح خوارج کی تکفیر نہیں کی جائے گی "
تقریبا یہی بات امام شاطبیؒ نے الاعتصام کے اندر اور ابن قدامہ نے المغنی کے اندر کہی ہے(۱)۔

سوم: توقف اختیار کرنا: امام احمد نے خوارج کی تکفیر کے سلسلے میں زیادہ تر موقعوں سے توقف اختیار کیا ہے(۲) خلال نے اپنی کتاب "السنہ" کے اندر اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ امام احمد سے پوچھا گیا کہ: کیا خوارج کی تکفیر کی جاسکتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: "وہ مارقہ ہیں" یعنی" دین سے نکلے ہوئے ہیں" پھر کہا گیا: "کیا وہ کافر ہیں؟" تو آپ نے فرمایا: "وہ مارقہ ہیں جو دین سے نکل گئے"(۳)۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جب ان سے خوارج کے کفر سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "اس سے ہمیں معاف کرو اور وہی کہو جو حدیث میں وارد ہے"(۴)۔

خوارج کی تکفیر سے توقف اختیار کرنے والوں میں امام الحرمین ابوالمعالی، قاضی ابو بکر باقلانی اور امام غزالی بھی ہیں(۵)۔

دکتور غالب عواجی کے بقول: "خوارج کو مطلقا کافر کہنا غلو ہے اور دوسرے اسلامی فرقوں کے برابر قرار دینا تساہل ہے۔۔۔۔۔ میرے نزدیک مناسب بات یہ ہے کہ (خوارج کے) ہر فرقے کے بارے میں جو جس کا دین سے اس کی دوری اور نزدیکی کے اعتبار سے جو اس

---

(1) الاعتصام: ۲/۱۸۵ و المغنی: ۸/۱۰۶۔
(2) فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۱۲/۴۸۶۔
(۳) السنۃ/خلال: ص ۱۴۵ رقم/۱۱۱۔
(۴) السنۃ/خلال: ص ۱۴۶ رقم: ۱۱۲۔
(5) الشفا/قاضی عیاض: ۲/۲۷۷، فتح الباری: ۱۲/۳۰۰۔

کے اعتقاد اور رائے کے حساب سے مستحق ہے وہی کہا جائے گا، تمام کے اوپر مدح وذم کے اعتبار سے ایک ہی حکم لگانا غیر مناسب ہے(۱)"۔

☆☆☆☆☆☆☆

(۱) الخوارج تاریخهم وآراءهم: ص: ۵۴۴۔

مراجع ومصادر

نمبر شمار	کتاب	مؤلف	مطبوع
۱	إسلام بلامذاهب	د/ مصطفى شكعة	مصطفى البابي الحلبي
۲	أصدق المناهج في تمييز الإباضية من الخوارج	سالم بن حمود السمائلي تحقيق:سيدةإسماعيل كاشف	القاهرة ۱۹۷۹ م
۳	الإباضية بين الفرق الإسلامية	علي يحيى معمر	مكتبة وهبة ۱۳۹٦ھ
۴	الإباضية في الجزاء	علي يحيى معمر	مكتبة وهبة ۱۳۹۹ھ
۵	الإجابات المهمة في المشاكل المدلهمة	جمع وترتيب: محمدفهدالحصين	مكتبة الرشد
٦	الإحكام في أصول الأحكام	أبوالحسن الآمدي تحقيق : عبدالرزاق عفيفي	المكتب الإسلامي بيروت
۷	الاعتصام	أبوإسحاق الشاطبى	دارالكتب العلمية ۱۹۷۱م
۸	البداية والنهاية	الحافظ ابن كثير	مكتبةالمعارف بيروت
۹	التاريخ الإسلامى	محمود شاكر	دارالمريخ ۱۹۹۵م
۱۰	التبصير في الدين	أبوالمظفرالاسفرائيني	عالم الكتب بيروت
۱۱	التعريفات	الشريف الجرجانى	مكتبة لبنان
۱۲	التنبيه والردعلى الأهواء والبدع	أبوالحسين محمدبن أحمدالملطي	مخطوط : دارالكتب الظاهرية
۱۳	الشفاء بتعريف حقوق المصطفى	أبو الفضل القاضي عياض مع حاشية أحمد الشمنى	دارالفكر للطباعة والنشر ۱۹۸۸م
۱۴	الصراع المذهبى بإفريقية إلى قيام الدولة الزيرية	عبد العزيز المجدوب	دار ابن حزم لبنان۲۰۰۸م
۱۵	الخوارج	د/ مصطفى حلمي	دارالأنصاربالقاهرة۱۳۹۷ھ

۱۶	الخوارج اول الفرق في تاريخ الإسلام	د/ ناصرعبدالكريم العقل	دارالقاسم
۱۷	الخوارج تاريخ هم وآراءهم الاعتقادية وموقف الإسلام منها	غالب علي عواجي	مكتبة لينة مصر
۱۸	الخوارج دراسة ونقد مذهبهم	ناصر بن عبدالله السعوي	دارالمعراج الدولية
۱۹	الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع	أبوبكرأحمدبن علي الخطيب البغدادي	مكتبة المعارف – الرياض
۲۰	السنن الكبرى	أحمد بن حسين البيهقي تحقيق : محمدعبدالقادرعطا	دارالكتب العلمية
۲۱	السنة	أبو بكر بن الخَلّال البغدادي تحقيق : عطية الزهراني	دار الراية – الرياض
۲۲	الشريعة	أبو بكر الآجُرِّيُّ البغدادي تحقيق : عبد الله الدميجي	دار الوطن – الرياض
۲۳	الصحابة بين الفرقة و الفرق	أسماء بنت سليمان السويلم	دار الفضيلة الرياض
۲۴	العواصم من القواصم	قاضى ابوبكربن العربي تحقيق: محب الدين الخطيب	المطبعة السلفية
۲۵	الفرق بين الفرق	عبدالقاهربغدادي	دارالمعرفة بيروت
۲۶	الفصل في الملل والأهواء النحل	ابن حزم الظاهري	دارالمعرفة بيروت
۲۷	القاموس المحيط	مجد الدين الفيروزآبادى	مؤسسة الرسالة بيروت
۲۸	الكامل في اللغة والأدب	أبوالعباس المبرد تحقيق : د/ محمدأحمدالدالي	مؤسسة الرسالة
۲۹	المستدرك على الصحيحين	أبو عبد الله الحاكم تحقيق:مصطفى عبدالقادر	دارالكتب العلمية بيروت
۳۰	المعجم الكبير	الإمام الطبراني تحقيق:حمدي عبدالمجيد السلفي	مكتبة ابن تيمية القاهرة
۳۱	المفهم لماأشكل من تلخيص كتاب مسلم	أبي العباس ضياء الدين أحمد بن عمر القرطبي	دار ابن كثير ١٤١٧ هـ

۳۲	الملل والنحل	محمد بن عبدالكريم الشهرستاني	دارالمعرفة بيروت
۳۳	المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج	أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي	داراحياء التراث العربي بيروت
۳۴	الفتاوىٰ	شيخ الإسلام ابن تيمة	المطبعة السلفية القاهرة
۳۵	تاج العروس	محمّد بن محمّد الزَّبيدي	دار الهداية
۳۶	تاريخ الأمم والملوک	محمد بن جريرالطبري تحقيق:محمدأبوالفضل إبراهيم	دارالمعارف
۳۷	تاريخ المذاهب الإسلامية	محمدأبوزهرة	دارالفكرالعربي
۳۸	تاريخ بغداد	الخطيب البغدادي تحقيق : بشار عواد معروف	دارالغرب الإسلامي١٤٢٢ﻫ
۳۹	تلبيس إبليس	جمال الدين أبوالفرج ابن الجوزي	دارالفكر بيروت
۴۰	تهذيب اللغة	محمد بن أحمد بن الأزهري	داراحياء التراث العربي
۴۱	تيارات الفكرالإسلامي	د/ محمدعمارة	دارالشروق
۴۲	ثمرات النظر في علم الأثر	محمدإسماعيل الأمير الصنعاني	دارالعاصمة الرياض
۴۳	خصائص أمير المؤمنين على بن أبى طالب رضي الله عنه	أحمد بن شعيب النسائى	مكتبة المعلاالكويت ١٤٠٦ﻫ
۴۴	سلسلة الأحاديث الصحيحة	محمد ناصر الدين الألباني	مكتبة المعارف
۴۵	سنن ابن ماجه	محمد بن يزيد القزويني تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي	دار إحياء الكتب العربية
۴۶	سنن النسائي	الإمام أحمد بن شعيب النسائي	دارالكتب العلمية بيروت
۴۷	سنن أبي داود	الإمام أبوداود السجستاني تحقيق: شعيب الأرناؤوط	دارالرسالة العالمية
۴۸	سؤالات أبي عبيد الآجري	أبوداود السِّجستاني	البحث العلمي بالجامعة الإسلامية،المدينة المنورة

۴۹	شرح العقيدة الطحاوية	الإمام أبوالعز الحنفي تحقيق : احمد محمد شاكر	الرئاسة العامة لإدارة البحوث العلمية والافتاء والدعوة والإرشاد
۵۰	صحيح البخاري	الإمام محمدبن اسماعيل البخاري	المطبعة الأميرية بولاق
۵۱	صحيح الجامع الصغيروزياداته	محمد ناصر الدين الألباني	المكتب الإسلامي
۵۲	صحيح سنن ابن ماجة	الإمام محمد ناصرالدين الالباني	الرياض ١٩٨٨م
	صحيح سنن الترمذي	الإمام محمد ناصرالدين الالباني	مكتبة المعارف
۵۳	صحيح مسلم	الإمام مسلم بن حجاج القشيري	دارطيبة ١٤٢٧ھ
۵۴	عقيدةأهل السنة والجماعة فى الصحابة الكرام	الدكتور ناصرعلي عائض حسن	مكتبة الرشدالرياض
۵۵	فتح البارى	الحافظ ابن حجر العسقلاني	دارالريان للتراث١٤٠٧ھ
۵۶	فتح البارى	الحافظ ابن حجر العسقلاني إخراج : محب الدين الخطيب	دارالمعرفة بيروت
۵۷	فرق معاصرة	غالب بن علي عواجي	مكتبة السنة
۵۸	فكرالخوارج والشيعة فى ميزان أهل السنة و الجماعة	الدكتور على محمد الصلابي	مكتبة الايمان
۵۹	لسان العرب	محمد بن مكرم ابن منظور	دار صادر بيروت
۶۰	لسان الميزان	الحافظ ابن حجر العسقلاني	مؤسسة الأعلمي بيروت
۶۱	مجمع الزوائد	نورالدين الهيثمي	مكتبة القدسي القاهرة
۶۲	مجموع فتاوى الإمام ابن تيمية	شيخ الإسلام ابن تيمية	مجمع الملك فهد١٤٢٥ھ
۶۳	مراصدالاطلاع على اسماء الامكنة والبقاع	عبدالحق بغدادي تحقيق:علي محمدالبجاوي	دارالجيل بيروت ١٤١٢ھ
۶۴	مسند الإمام أحمد بن حنبل	الإمام أحمد بن حنبل الشيباني	مؤسسة الرسالة
۶۵	مشكوة المصابيح	تحقيق: محمدناصرالدين الألباني	المكتب الإسلامي بيروت

۶۶	مصنف ابن أبی شیبة	عبداللہ بن محمد ابن أبی شیبة تحقیق : محمد عوامه	دارالقبلة
۶۷	مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن همام الصنعاني تحقیق: حبیب الرحمن الأعظمي	المکتب الاسلامي بیروت
۶۸	مقالات الإسلامیین واختلاف المصلین	أبو الحسن الأشعري تحقیق : محمد محي الدین عبد الحمید	المکتبة العصریة
۶۹	منهاج السنة النبویة	شیخ الإسلام ابن تیمیة	طباعة مصر ۱۹۰۳م
۷۰	میزان الاعتدال	الحافظ شمس الدین الذهبي تحقیق : علي محمد البجاوي	دارالمعرفة بیروت
۷۱	هدي الساري مقدمة فتح الباري	الحافظ ابن حجر العسقلاني تحقیق: أبوقتیبة نظرالفاریابي	دار طیبة

فہرست مضامین

اللغة الأردية

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بمحافظة يدمة بمنطقة نجران المملكة العربية السعودية